

۱۹۷۰ - ۱

انجمن خدام النبی کا تعلیمی اہم سے متعلق معلوماتی رسالہ

ماہنامہ البلاغ مہی

مدیر تحریر

قاضی اطہر مبارکپوری

مدیر مسئول

محی الدین مہیری

صاحب صدیق مسافر خانہ کھناک سوڈ، مہی

فی پرچہ ۶۰ پیسے

سالانہ چھ روپے

ہند پاک سے
سالانہ چھ روپے
مالک غیر سے
دس روپے

ماہنامہ

السنہ

تاریخ اشاعت ۱۲ جنوری
۶۰ روپے

شمارہ
تین روپے
فی پرچہ

جلد ۱۹ : شوال، ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ مطابق جنوری ۱۹۷۰ء : شمارہ ۱۰

۲ - ۲	قاضی اکبر مبارک پوری	شذرات
۲۰ - ۵	قاضی اکبر مبارک پوری	مطالعات و تعلقات
۲۸ - ۲۱	مولانا عبد الرؤف صاحب رحمانی جھڑیگرے	جہاد :- اور اسرائیل
۳۶ - ۲۹	قاضی اکبر مبارک پوری	خاندانہ علمائے رسول پور
۴۱ - ۳۷	محی الدین منیری	عاجیوں کی باتیں
۴۳ - ۴۲	مولانا ماسر القادری	نقوش و آثار
۴۷ - ۴۴	حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب جامعہ عربیہ اہل العلوم	باب الانتار

مالک انجمن خدام النبی

پرنسپل بشر محی الدین منیری نے دینورسل لٹریچر سوسائٹی نور دجی اسٹریٹ ممبئی ۲۰ میں چھپوا کر
دفتر خدام النبی صابو صدیق مسافر خانہ، کرناٹ روڈ بمبئی ۷ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شذرات

۳۰ مارچ ۱۹۶۹ء کو آل انڈیا اسلامک اسٹڈیز کانفرنس کا ششم اجلاس دارالمصنفین اعظم گڑھ میں زیر صدارت جناب حکیم عبدالحمید دہلوی ہوا، اس کانفرنس کی داغ بیل غالباً ۱۹۵۸ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں مورخ مسعودی کے یادگاری جشن کے موقع پر ڈالی گئی تھی، اور دوسرا اجلاس ۱۹۶۷ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں ہوا تھا، بعد میں دوسرے مقالات پر اس کے اجلاس ہوتے رہے، اور بعض رسائل میں اس میں پڑھے جانے والے بعض مقالات شایع ہوتے رہے، اچکے سال اس کا اجلاس دارالمصنفین اعظم گڑھ میں منعقد کر کے اس کے حلقہ عمل میں وسعت دی گئی ہے۔ اس میں شریک ہونے والوں کی تعداد پچاس سے زائد رہی ہوگی جس میں دہلی، یو، پی۔ مدراس، بنگال، بہار، کشمیر کی مختلف یونیورسٹیوں کے فضلا اور اساتذہ شامل تھے، راقم بھی اسکے تمام اجلاس اور اس کی کارروائیوں میں شریک رہا، اس اعتبار سے واقعی اسلامک اسٹڈیز کانفرنس کا یہ اجلاس بہت ہی کامیاب رہا کہ تقریباً پورے ملک کی یونیورسٹیوں کے نمایندے آئے، اور تقریباً سب ہی نے مقالات پڑھے، جلسوں کی کارروائی میں شریک ہوئی، اس واسطے کہ اس کے بڑے ہال میں تلاوت کلام پاک سے افتتاح ہوا جو مولانا حسین الدین صاحب

ندوی صاحب نے اپنی ہر مغز خطبہ استقبالیہ پر صاحب میں دار المصنفین اور شیراز ہند پورب کی علمی سرگرمیوں
 کا تعارف اور موجودہ دور میں ہندستان میں اسلامی علوم و فنون کی خدمات کا جائزہ تھا، اور جناب
 حکیم عبد الحمید صاحب دہلوی نے خطبہ صدارت سنایا (یہ دونوں خطبے البلاغ کی آئندہ اشاعتوں میں
 ملاحظہ فرمائیے) اور جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نے اپنی علمی اور اسلامی تقریر سے کانفرنس کا افتتاح
 کیا۔ اس کے بعد باہر سے آنیوالے حضرات کا تعارف و تذکرہ جناب صباح الدین عبدالرحمن صاحب نے کیا کر لیا
 اور کارروائی ختم ہوئی، دوپہر کے بعد لکچر ہال میں مقالات خوانی کا سلسلہ شروع ہو کر چار بجے کے بعد ختم
 ہوا۔ پھر رات میں مقالات خوانی کا اجلاس ہوا، اور دو سکر دن دو اجلاس ہوئے، ان تمام اجلاس
 میں ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے نمایندگان نے مقالات پڑھے، اور ایک خاص بات بہت خوبصورت
 کہ اردو اور انگریزی کے ساتھ ایک مقالہ فارسی میں اور دو عربی میں بھی پڑھے گئے، اس قسم کے علمی و ادبی
 جلسوں میں اکثر مقالات انگریزی اور اردو میں لکھے پڑھے جاتے ہیں حالانکہ ان میں انگریزی اور اردو
 دان طبقہ کی طرح اچھی خاصی تعداد عربی دان اہل علم کی بھی ہوتی ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ عربی زبان
 میں بھی مقالات لکھے اور پڑھے جائیں۔ مقالات سننے کی حد تک تمام اجلاس بہت کامیاب رہے
 سامعین کی تعداد کافی ہونے کے ساتھ علمی فہم و رکھنے والی تھی، ضلع کے مختلف مقامات کے اہل علم
 ان میں شریک ہوئے مگر اسلامک اسٹڈیز کانفرنس میں خاص اسلام پرشاید کوئی مقالہ نہیں لکھا پڑھا
 گیا۔ اگر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی افتتاحی تقریر اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے مقالہ کو اس کانفرنس سے
 خارج کر دیا جائے تو اسلامیات کے بارے میں شروع سے آخر تک کوئی خاص بات نہیں رہی، اسکی
 دو وجہیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ جدید اہل علم و تحقیق اسلام کے ارد گرد رہ کر مسلمانوں کے علوم و فنون اور
 مسلم تہذیب و ثقافت کو اسلامیات قرار دیتے ہیں اور جس علم و فن کی نسبت مسلمانوں کی طرف ہوا کہ
 اسلامی چیز سمجھتے ہیں، جو سراسر مشرقین اور پورے مقلدین کی دین ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ

اس طبقہ کو خالص اسلامی علوم و فنون اور اسلام کی روح سے تعلق بہت سطحی اور معمولی ہوتا ہے
 ہر حال کوئی وجہ ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ اس قسم کی کافر نفسوں میں اسلام اور اسلامیات کا نام تو
 ہوتا ہے مگر اس سب پر کام بہت کم ہوتا ہے، حالانکہ اس کافر نفس میں خالص اسلامی ذہن و مزین رکھنے
 والے اہل علم کی تعداد اچھی خاصی تھی اور علی گڑھ کے بعد ندوۃ العلماء نمایاں تھا، کیا ہی بہتر ہو اگر اس
 کی اسلامی کافر نفسوں میں ایسے اہل علم و عمل کو بھی دعوت درجائے جو خالص اسلام اور اسلامیات پر
 اپنی تحقیقات پیش کریں، اور جہاں مسلمانوں کے علوم و فنون یا اہل علم و فن بہت سے مقالہ
 لکھے پڑے جاتے ہیں وہیں کچھ خالص اسلامی تحقیقات بھی سامنے آئیں۔

اس موقع پر رفقاء دار المصنفین نے اپنے خاص اور خالص علمی و تحقیقی ذوق
 کے مطابق علمی نمائش کا انتظام بھی کیا تھا جس میں دار المصنفین کی مطبوعات، نادر مخطوطات
 جرائد و مجلات کو بہت قریب سے سجایا اور رکھا گیا تھا، اس چھوٹی علمی بستی میں آل انڈیا مسلم
 کانفرنس کا نہایت معقول انتظام کرنا اباب دار المصنفین کا روایتی حصہ ہے، دو دنوں تک
 بڑی علمی چل چل رہی اور دور دراز کے اہل علم کو ایک دو سفر سے ملنے کا موقع ملا جو بنگا
 خود ایک نہایت اہم اور مفید بات ہے۔

اس موقع پر خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہمارے مدارس اسلامیہ کے اساتذہ اور
 ذمہ دار حضرات بھی اسلامیات کے موضوع پر اجتماعات کریں اور ضروری مسائل پر خالص
 اسلامی نقطہ نظر سے اپنی تحقیقات پیش کریں تو ان میں علمی و تحقیقی ذوق بھی پیدا ہو
 اور مستند تحقیقات بھی سامنے آئیں۔

مطالعات و تعلقات

از: قاضی اظہر مبارکپوری

ایمان کی حلاوت :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے اندر تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت اور شیرینی کو پائے گا (۱)، اس کے نزدیک اللہ و رسول ان کے سوار سے محبوب ہوں (۲) اور کسی آدمی سے محبت صرف اللہ کے لئے رکھے (۳) اور جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح اسلام کے بعد کفر کی طرف لوٹنے کو ناپسند کرے ایمان و اسلام کی لذت کسی مسلمان کو پورے طور سے اسی وقت مل سکتی ہے جبکہ ایمان اس کے اندر رچ بس جائے اور عقیدہ و عمل کی یکسانیت اس کے جسم و روح میں

جلا اور روشنی پیدا کرے، یعنی صرف زبانی طور سے یا روایتی طور سے وہ مسلمان نہ ہو بلکہ حقیقی طور سے مومن و مسلم ہو اور اس کا معیار تین باتیں ہیں، جب مسلمان میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں تو وہ ایمان و یقین کی صلاحات و شیرینی اور خدا پرستی کی لذت پاسکتا ہے، پہلی بات یہ ہونی چاہیے کہ اللہ و رسول کے معاملے میں وہ کسی قسم کی خفی و جلی فساد کو جگہ نہ دے، اور جب اللہ و رسول کی بات آجائے تو خاندان، روایت، رواج، رسم، والدین غرض کہ تمام لوگوں کو ایک طرف دیکھ کر صرف اللہ و رسول کو سب پر مقدم کرے اور ب کی نافرمانی کر کے اللہ و رسول کی فرمانبرداری کرے، دوسری بات یہ کہ اسلامی تعلقات کی بنیاد تہذیب پر رکھے اور کسی دنیاوی غرض کی وجہ سے دوستی اور تعلق نہ رکھے، یہ دوسری بات ہے کہ ایسے پاکیزہ بے غرض اور پر خلوص دوستی بڑے خوشگوار نتائج کی حامل ہوتی ہے اور اس کے فوائد و منافع بے شمار ہوتے ہیں، تیسری بات یہ کہ اسلام کی نعمت کو اللہ کی سب سے بڑی نعمت سمجھے اور اس کے پانے کے بعد ایسی کوئی شکل نہ پیدا ہونے دے جس سے اس نعمت میں نقص و زوال آئے اور کفر و شرک جگہ پانے لگے، آگ میں جلنے کی طرح کفر و شرک میں پڑنے کو ناپسند کرے، ہو جو کہ ان باتوں میں کون کون سی تم میں پائی جاتی ہے اور تم ایمان کی حقیقی لذت و صلاحات پانے کے کہاں تک مستحق ہو؟

جب آپ اپنے کسی مسلمان بھائی کو دیکھ کر اس سے السلام علیکم کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم اللہ کی حفاظت و امان میں رہو، اور اس کے جواب میں وہ بھی یہی کہتا ہے، یعنی ایک دوسرے کو اللہ کی حفاظت کی دعا دیتے ہیں، دوسرا مطلب علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اس بات کی خبر دینا ہے کہ تم میرے شر سے امن و حفاظت میں ہو، اور مجھ سے کسی قسم کا کوئی خطہ محسوس نہ کرو، اور دونوں ایک دوسرے کو ملتے ہی یقین و اطمینان دلاتے

ہیں کہ میں تم کو کوئی نقصان پہنچانا نہیں چاہتا ہوں۔ کیوں کہ ایک دورہ گزرا ہے جس میں ایک آدمی دوسرے سے مل کر بجائے خوش ہونے کے اپنی جان و مال کے لئے خطرہ محسوس کرنے لگتا تھا۔ تو اس کے دفعیہ کے لئے السلام علیکم کا استعمال جاری ہوا، ان دونوں مطالب میں کتنی انسانیت ^{نہی} خیر خواہی، اخلاقی برتری اور خدمت و محبت کا رنگ نمایاں ہوتا ہے، کیا دنیا کے کسی اور طلاقانی لفظ میں یہ بات ملتی ہے؟

دایاں ہاتھ اور دائیں طرف ہم مسلمانوں کی معاشرتی تعلیمات میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ ہر اچھا کام داہنے ہاتھ سے کیا جائے، اور

ہر اچھے عمل کو دائیں طرف سے شروع کیا جائے۔ اس میں بڑی خیر و برکت اور خوبی ہے، ساتھ ہی کرامت و نجات اور شرافت کا مظاہرہ ہوتا ہے، اس بارے میں مسلمانوں کو بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر عمل میں یمن کو اختیار کرو، یسار کو اختیار نہ کرو، ہاں اگر کوئی مجبوری یا معذوری ہو تو بائیں ہاتھ سے کام لیا جاسکتا ہے، مگر عام حالات میں داہنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہونی چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتا ہے حتیٰ کہ جو تاپہننے اور کنگھی کرنے میں اس کو برتنا چاہیئے، اسی طرح اپنے فرمایا ہے کہ جب تم کچر اپہنو اور جب تم وضو کرو تو دائیں طرف سے ابتدا کرو،

ویسے بھی عربی میں دائیں کو یمن کہتے ہیں اور یمن کے معنی خیر و برکت کے ہیں، ہمارے آپ کے نزدیک یہ بات کتنی معمولی معلوم ہوتی ہے اور ممکن ہے کچھ لوگ اسے اپنے حق میں پابندی سمجھیں، مگر جن کے دل اسلام کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور جن کے عقیدہ و عمل میں ہر طرح مطابقت ہے وہ ان بظاہر معمولی معمولی باتوں کو بنیادی باتیں سمجھتے ہیں اور اسی نقطہ نظر سے ان پر عمل

کرتے ہیں، اور تو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام میں داہنے کو بڑی اہمیت دی ہے اور اسی پر آپ کا عمل تھا، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے وغیرہ کے لئے تھا اور بایاں ہاتھ تھنار حاجت اور اسی قسم کے دوسرے کام کے لئے تھا، آپ سے بھی ہو سکے تو ہر اچھے کام کو داہنے ہاتھ یا داہنے طرف سے شروع کیجئے اور اسکی برکت کو دیکھئے اور اس سے نفع اٹھائیے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دودھ لایا گیا جسے بتلا کرنے کے لئے پانی ملایا گیا تھا، اس وقت آپ کے دائیں ایک اعرابی اور دیہاتی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف حضرت ابو بکرؓ تھے، اپنے دودھ پی کر برتن اس اعرابی کو دیدیا اور یہ اسلامی اصول بیان فرمایا کہ الْاَيْمَنُ فَاَلَا يَمْنُنُ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے ہوتے ہوئے آپ نے دودھ کا پیالہ اپنے بعد اعرابی کو دیا کیوں کہ دیہاتی ہو یا شہری اسلام کا اصول سب کے لئے ایک ہے، اور ہر جگہ جاری ہوگا، دوسرا واقعہ ہے کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا، اس وقت آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا تھا اور بائیں چند عمر رسیدہ صحابہ تھے، آپ نے لڑکے سے فرمایا کہ تم مجھے اہوازت دیتی ہو کہ میں اس پانی کو ان لوگوں کو دیدوں؟ اس لڑکے نے غرض کیا خدا کی قسم میں آپ کی طرف سے ملنے والے حصہ میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا، یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن اسی لڑکے کے ہاتھ میں دیدیا، یہ لڑکے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے،

یہ موقع کچھ عجیب تھا ایک طرف عمر رسیدہ لوگوں کے احترام و اولیت کا سوال تھا دوسری طرف اسلامی اصول کے مطابق پانی برتن وائیں جانب جمانا چاہیئے تھا، جہاں ایک نو عمر لڑکا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصول کی پابندی کرتے ہوئے لڑکے سے دریافت کیا اور اسکی مرضی معلوم کرنی چاہی کہ یہ اگر اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تو ان بوڑھوں کے اکرام و احترام

کا معاملہ ہو، ورنہ حق تو اسی کا ہے۔ مگر لڑکے نے اس خوش بختی و خوش نصیبی کو احترامِ شیخ کے مقابلہ میں حاصل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے لگے ہوئے برتن کو اپنے منہ سے لگایا اور آگے چل کر ”ترجمان القرآن“ کا لقب پایا، آپ غور کیجئے کہ ان اسلامی باتوں کو آپ کے نزدیک کیا اہمیت و حیثیت حاصل ہے؟ اور اپنے جھوٹوں کی دھوکہ اور دادرسی کے لئے آپ کیا کرتے ہیں؟

ایمانی محاسبہ :- حضرت خنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرا حال دریافت فرمایا اور کہا خنظلہ! کیسے ہو؟ میں نے کہا کہ ”خنظلہ تو منافق ہو گیا۔“ یہ سن کر حضرت ابو بکر چونک پڑے اور کہا ”سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو؟“ اب میں نے اپنی بات کی تصریح کرتے ہوئے عرض کیا کہ بات یہ ہے کہ جس وقت ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں اور آپ جنت اور دوزخ کا بیان فرماتے ہیں تو گویا دوزخ اور جنت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں، اور جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے نکلتے ہیں اور بیوی، بچے، کاروبار میں لگ جاتے ہیں تو بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں،

میری یہ بات سن کر حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ ہمارا حال بھی تو اسی طرح کا ہوتا ہے اب ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خنظلہ تو منافق ہو گیا، آنحضرت نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کے پاس ہوا کرتے ہیں اور آپ ہمیں دوزخ اور جنت کا وعظ سناتے ہیں تو گویا وہ دونوں ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں اور جب آپ کے یہاں سے باہر جاتے ہیں تو بال بچوں اور عورتوں وغیرہ میں بھٹک کر اکثر باتیں بھول جاتے ہیں، میری ان باتوں کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

والذی نفسی بیدار لو قد منون
 علی ما تكونون عندی، و فی الذلک
 لصا فحتکم الملائکة علی فرشتکم
 و فی طرقتکم و لکن یا حطلة من
 و ساعته ۔

تم لوگ اسی ایمانی کیفیت و حالت پر ہمیشہ رہو
 جس پر میرے یہاں اور غلط کے وقت ہوا
 کرتے ہو تو تمہارے بستر دل پر اور تمہارے
 راستوں میں فرشتے تم سے مصافحہ کرتے رہیں
 اے حطلة یہ وقت و وقت کی بات ہوتی ہے۔

یہ اپنے ایمان و یقین پر بے اعتمادی نہیں ہے، بلکہ اپنے ایمان و یقین کا محاسبہ
 حضرات صحابہ اپنے ایک ایک قول و فعل پر احتساب کی نظر رکھتے تھے اور اپنے اوپر خود تنقید
 کرتے تھے اور دین کے بارے میں جو ان کی کمزوریوں کی نشاندہی کرتا تھا اس کا احسان مانتے تھے
 یہ یقین و ایمان کی انتہائی بلندی ہے جہاں پہنچ کر مسلمان "احسان" کا مقام حاصل
 کر لیتا ہے، حالانکہ وہ اپنے اندر طرح طرح کی کمی اور نقص محسوس کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ کو جو یقین فرمائی ہے اس نے شہود و غیوب کے جمع کر کے ختم کر کے
 مومن کو مقام احسان پر پہنچا دیا ہے۔

عبادات میں اعتدال :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی

اور حضرت ابو دردار رضی اللہ عنہما میں سواغات فرمائی
 تھی اور دونوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا تھا، ایک دن حضرت سلمان اپنے بھائی حضرت
 ابو دردار کی ملاقات کے لئے گئے، حضرت ابو دردار کہیں باہر تھے، ان کی بیوی حضرت ام دردار
 رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ گئی لہذا وہ حالت میں ہیں، کپڑے وغیرہ میسلے ہیں، حضرت سلمان نے ان سے
 پوچھا آپ کا یہ کیا حال ہے؟ ام دردار نے کہا کہ آپ کے بھائی ابو دردار کو دنیا سے کچھ مطلب ہی

لے سکتے ہیں

نہیں ہے، اس لئے بناؤ سنگھار سوال ہی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد حضرت ابو درداء آئے اور کھانا تیار کر کر لائے اور حضرت سلمان سے کہا کہ آپ کھائیے میں روزہ سے ہوں حضرت سلمان نے کہا کہ جب تک آپ کھانا نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ اور جب حضرت ابو درداء نے کھایا تو حضرت سلمان نے بھی کھایا، جب رات کو سونے کا وقت آیا تو حضرت ابو درداء قیام لیل کے لئے چلے، حضرت سلمان نے کہا چل کر سوئے تو سو گئے، مگر کچھ دیر کے بعد اٹھ کر قیام لیل کے لئے چلے تو حضرت سلمان نے پھر ٹوکا اور کہا کہ ابھی سوئے، چنانچہ سو گئے، اور جب رات کا آخری حصہ آگیا تو حضرت سلمان نے خود حضرت ابو درداء سے کہا کہ اب اٹھئے اور دونوں بھائیوں نے قیام لیل کیا، بعد میں حضرت سلمان نے حضرت ابو درداء سے کہا۔

ان لو باک علیک حقاً لان لنفسک
علیک حقاً، ولا اهلك علیک حقاً
فاعط کل ذی حق حقہ، تمہارے رب کا تم پر حق ہے۔ اور تمہاری جان کا تم پر حق ہے، اور تمہارے بچوں عورتوں کا تم پر حق ہے، اس لئے ہر حق دار کا حق ادا کرو۔

صبح کو حضرت ابو درداء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا، صدق سلمان، سلمان نے سچ کہا ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی زہد و تقویٰ اور خدا پرستی میں حضرت ابو درداء سے پیچھے نہ تھے، مگر انہوں نے اعتدال کی راہ اختیار کی اور اپنے بھائی کو اسی کی تلقین کی، اسلام میں شہوت، ترک زینت، اور ترک دنیا نہیں ہے، اور تقویٰ کا یہ سببی تصور اسلام کی

تعلیم کے خلاف ہے، بلکہ بقدر ضرورت خط نفس اور کین جہان بھی ضروری ہے، بال بچوں اور بڑوں کے تقاضوں کو پورا کرنا مقدم ہے، یہ ان کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ حقوق مار کر بزرگی حاصل نہیں ہوتی۔

چار لوگوں پر درباری نہیں چلے گی۔ اموی امیر و حاکم زیاد بن ابی سفیان نے ایک مرتبہ اپنے دربان عجلون سے پوچھا کہ تم لوگوں کو

میرے پاس آنے کی اجازت کس خصوصیت اور کس اصول کی بنا پر دیتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں پہلے خاندان کو دیکھتا ہوں، پھر حسب و نسب کو دیکھتا ہوں، اس کے بعد ذاتی اخلاق و ادب کو دیکھتا ہوں۔

زیاد نے پوچھا کس کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے ہو؟ عجلون نے کہا میں ایسے لوگوں کو روکتا ہوں جن کی پروا اللہ تعالیٰ بھی نہیں کرتا، زیاد نے کہا یہاں وہ کون لوگ ہیں؟ عجلون نے کہا جو لوگ جاڑے کے کپڑے گرمی میں اور گرمی کے کپڑے جاڑے میں استعمال کرتے ہیں اس کے بعد زیاد نے کہا کہ میں تم کو اپنا دربان بناتا ہوں، البتہ چار لوگوں پر تمہاری درباری نہیں چلے گی۔

(۱) اللہ کا منادی (موزن) جو صلاح و فلاح اور خیر و نجات کی طرف بلاتا ہے۔ تم اسے میرے پاس آنے سے ہرگز نہ روکو، اس پر تمہارا کوئی زور نہیں چل سکتا (۲) رات کے آئیولے کو ہرگز نہ روکنا، وہ کسی مصیبت کی وجہ سے آتا ہے، اگر خیریت ہوتی تو آتا نہیں، (۳) مملکت کی سرحد کو کوئی قاصد آئے تو اسے ہرگز نہ روکو، کیوں کہ دشمن کی سرحد پر پڑے ہوئے حصہ مملکت کے قاصد کو اگر ایک گھنٹہ روک دیا جائے تو ایک سال کا کام بگڑ جائے گا (۴) اور کھانے والے کو مت روکو کیونکہ جب کھانے کو دوبارہ گرم کیا جاتا ہے تو خراب ہو جاتا ہے۔

راستہ کی شرعی حیثیت اسلام میں عام زندگی کے معاملات و مسائل کا بھی حصہ رکھا گیا ہے، اور صرف چند عبادات و معاملات تک اس کی تعلیمات

محدود نہیں ہیں، اسی لئے اسلام مکمل نظام حیات ہے۔ اور زندگی کے ہر معاملہ میں اس کی رہنمائی اور تعلیم موجود ہے، مثال کے طور پر سڑک اور راستہ کتنا چوڑا ہونا چاہیے، اورستیوں میں لوگوں کے چلنے پھرنے، سامان لانے لیجانے کے لئے گلی کو چے میں کتنی وسعت ہونی چاہیے، اس کا بیان بھی حدیث شریف میں ہے، آپؐ نے فرمایا کہ:

اذا اختلفتم فی الطریق فاجعلوه سبعة اذرع۔
جب تم لوگ راستہ کے بارے میں مختلف آکر ہو تو راستہ سات ہاتھ بناؤ۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کبھی دو آدمیوں میں یا محلہ کے لوگوں میں راستہ کے بارے میں اختلاف ہو کہ کتنی جگہ چھوڑی جائے تو سات ہاتھ چور راستہ چھوڑ کر مکان بناؤ یہ نہیں کہ سات ہاتھ سے کم نہ ہو یا اس سے زیادہ نہ ہو اور راستہ کا سات ہاتھ ہونا سنت ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی ضرورت کے مطابق بستی اور محلہ والے راستہ جتنا کثادہ چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ یہ ان کی ضرورت اور صوابدید پر موقوف ہے۔ البتہ باہمی اختلاف کی صورت میں سات ہاتھ چوڑا راستہ رکھ لینا چاہیے جو نہ بہت چوڑا ہو گا اور نہ بہت تنگ ہو گا۔ اور عام ضرورت کے لئے کافی ہو گا۔

یہ حکم نبویؐ اس خاص موقع اور معاملہ کے بارے میں تھا، اور یہ کوئی قطعی حد بندی ہر جگہ اور ہر زمانہ کے لئے نہیں ہے، بلکہ جہاں اور جب جیسی ضرورت ہو ویسا راستہ بنایا جائے تاکہ چلنے پھرنے والوں کو تکلیف اور تنگی نہ ہو، راستہ سے تکلیف کی چیزوں کا دور کرنا بھی اسلام میں داخل ہے، اور راستہ چلنے والوں کے آرام کا خیال کرنا بھی مسلمان کے لئے فرضی ہے،...

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے دروازے کا راستہ مختلف طرح سے تنگ کرتے ہیں، اینٹ پتھر رکھ دیتے ہیں، نالی بنا دیتے ہیں، دروازے کے سامنے پھیر یا ٹین لگا دیتے ہیں، یہ انسانی حقوق کی پامالی ہے۔ اس سے کچھ گناہ ہوتا ہے۔ اور یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

عیادت کے آداب عراق کے امیر زیاد کے مرض الموت میں قاضی شریح اس کی عیادت کے لئے گئے، جب باہر نکلے تو لوگوں نے پوچھا کہ امیر کس سال میں ہے؟ آپ نے کہا کہ امر دہنی کر رہا ہے، لوگ مطمئن ہو گئے، مگر اس کے چند لمحوں کے بعد اس کی موت واقع ہو گئی۔ اب لوگوں نے قاضی شریح سے کہا کہ آپ نے تو بتایا تھا کہ امیر امر دہنی کر رہا ہے، حالانکہ اس وقت وہ نزع کے عالم میں رہا ہو گا۔ آپ نے فرمایا میں نے جو کچھ کہا صحیح کہا وہ اس وقت کچھ باتوں کا امر اور وصیت کر رہا تھا، اور گریہ و زاری منع کر رہا تھا۔ امام شریح اسلام کے زبردست قاضی تھے اور فہم و فراست اور معاملہ فہمی میں بے نظیر تھے، انھوں نے عراق کے گورنر کے بارے میں اس کی موت سے پہلے اس کا پرہیزگناہ خلاف سیاست اور خلاف عزت سمجھا، اس لئے لوگوں کے سوال کا ایسا جواب دیدیا،

زیاد تو عراق کا گورنر تھا، عام لوگوں کے بارے میں بھی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے اور امیر رجا کے انداز میں کسی کے آخری وقت کی بیان کرنا چاہیے، یہ تو آج کل کے ڈاکٹر ہیں جو کہتے ہیں کہ اس مریض کا کیس قابو میں نہیں آسکا اب یہ ایک گھنٹہ میں مرجائے گا اور یہ کہہ کر ایک طرف ڈال دیتے ہیں تاکہ ٹھنڈا ہو جائے، اور ہمارے اطباء و حکماء کا حال یہ تھا کہ

اٹھے ہیں چارہ جو، باہم یہ گفتگو کرتے

اب اس مریض کو بہتر ہے قبلہ رو کرتے

خطرناک ابتلاء مسلمانوں کے در اقبال میں یمن اور عدن عالمی بحری تجارت کے مرکز تھے اور یہاں پر دولت گویا برستی تھی، فقیر یہاں جا کر مالدار ہو جاتا تھا۔ مقدسی بشاری کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں یمن میں تھا امام حافظ ابو علی مروزی سے ملاقات ہوئی اور جب ہم دونوں میں خوب دوستی ہو گئی تو ایک دن انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے میرے دل میں ایک اندیشہ پیدا کر دیا ہے، میں نے کہا کیا بات ہے؟ فرمایا کہ تم کو نہایت نیک آدمی پارہا ہوں تم خیر اور اہل خیر سے محبت کرتے ہو اور علوم کی تحصیل میں کوشاں رہتے ہو۔ مگر ان دنوں ایسے ملک میں ہو جس نے بہت سے لوگوں کو پھنسا دیا ہے، اور ان کو تقویٰ طہارت اور قناعت سے روک دیا ہے، میں ڈرتا ہوں کہ جب تم عدن میں جاؤ گے اور سونگے کر ایک آدمی یہاں ہزار درہم لیکر گیا اور دس ہزار دینار کا نفع کما کر لوٹا، دوسرا آدمی سولیکر یہاں آیا اور پانچ سولیکر گیا، اور تیسرا آدمی کُنڈر لایا اور کافور لیکر واپس ہوا تو تیسرا دل بھی مالدار کی طرف پکے گا۔ اور تم بھی اس شہر میں کمائی کے چکر پڑ کر اپنی اس علمی اور دینی زندگی سے کورے ہو جاؤ گے، میں نے اس وقت شیخ ابو علی مروزی کو صرف یہ جواب دیدیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بچائے گا۔ مگر جب میں عدن میں پہونچا اور جتنا انہوں نے بتایا تھا اس سے کہیں زیادہ یہاں کے کام دھندے میں منافع کو سنا تو مجھے بھی اس شہر نے دوسروں کی طرح دھوکہ میں ڈال ہی دیا، اور میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ تجارتی سلسلہ میں زنج جاؤں، تاکہ وہاں سے مناسب سامان تجارت لاؤں، حتیٰ کہ اس کام کے سلسلہ میں وکیلوں اور ایجنٹوں کے یہاں آنا جانا شروع کر دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے میری حرص و ہوا کی آگ یوں بجھا دی کہ جسے میں نے تجارت میں شرکت کے لئے تیار کیا تھا مگر گیا اور میں نے موت اور اس کے بعد کے احوال کو یاد کر کے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا، اس کلمہ مقدسی دوسروں کو بے حد نصیحت کے انداز میں سمجھاتے ہیں کہ

واعلم ہدیت ان مع کل رجحما
 ذکر خطراً، والادباح ابداً مع
 الاخطار فلا یبغی لعاقل ان یغتر
 بذلک، ولیعلم ان اللہ تعالیٰ
 یعطی عبداً برکتین اذا
 اخلصهما اللہ اکثر من الدنیا
 یخذ اخیروها، وما ینفع النعمۃ
 الموت ورائھا، وجمع اموالاً
 من ترکھا لے

خوب سمجھ لو کہ نفع میں خطرہ ہے، ویسے بھی ہر
 قسم کے نفع میں خطرہ تو رہتا ہی ہے، اس لئے
 عقلمند کو اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔
 بلکہ اسے معلوم ہونا چاہیئے، بلکہ اسے معلوم
 ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کی
 اخلاص والی دو برکت نماز پر پوری دنیا کی تعداد
 سے زیادہ صلہ دیتا ہے، اور وہ نعمت کیا نفع
 دے سکتی ہے جس کے پیچھے پیچھے موت ہے؟ اور
 اور اس مال کے جمع کرنے میں کیا فائدہ ہے جسے

چھوڑنا ضروری ہے

مبئی کا حال بھی کچھ اسی قسم کا ہے اور یہاں کی کمائی میں آدمی دین و ایمان، تقویٰ
 طہارت اور خدا اور رسول سب کچھ بھول جاتا ہے، بہت کم لوگ ہیں جو اس شہر میں اپنے مقام
 پر جگے ہوئے ہیں، ہم بھی ایک زمانہ سے اس شہر کا تاشا دیکھ رہے ہیں کہ کیسے کیسے تقویٰ
 کے وغیرہ اور دین کے درد مند، اپنے تقدس کے آڑ میں غلو کا کام کر رہے ہیں اور شرم و
 حیا کے ساتھ دین و ایمان تک کی بازی لگا رہے ہیں، مگر اسی کے ساتھ یہ بھی دیکھا کہ ایسے
 لوگوں کا انجام بہت خراب ہوا۔ اور آخر میں بڑے بے آبرو ہو کر یہاں سے نکلے یا بے وقعت ہو کر
 رہ گئے۔ روزی حاصل کرنا ضروری ہے اور اس کے لئے جدوجہد لازمی ہے، آدمی سب کام کرے
 مگر حرام و حلال اور اپنا مقام نہ چھوڑے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، خوب خوب کمائے اور کھائے کھلائے

قرینہ ۲ :- ایک انجان آدمی تن تنہا اندھیری رات میں سفر کر رہا تھا۔ سامنے ٹیل میدان
 تھا، کہیں روشنی نہیں تھی، راستہ بھی بھول گیا تھا، میدان کی دست
 اور اندھیرے کے سمندر میں گم تھا کہ یکایک چاند نکلا، دیکھتے ہی دیکھتے سارا میدان بقعہ نور بن گیا
 ہر بلند و پست نظر آنے لگا، اب پورے میدان میں تاحد نظر اجالا ہی اجالا تھا، اور کسی طرف اندھیرا
 نہیں معلوم ہوتا تھا، اس آدمی نے چاند کی طرف دیکھا اور خوشی سے معمور ہو گیا اور فرط مستی
 میں ان کے دونوں ہونٹ ہلنے لگے، وہ کہہ رہا تھا کہ اگر چاند اس کے قریب ہوتا تو اسے سینے لگا لیتا۔
 مگر افسوس کہ چاند بہت دور تھا، اس لئے وہ چاند سے ہمکنار نہیں ہو سکا البتہ فرط مستی میں
 چڑے کی چھپا ہٹ یا شاعر کی گنگناہٹ کی طرح اپنے جذبات کا اظہار یوں کر رہا تھا کہ میں تیری
 تعریف و توصیف کس انداز و الفاظ میں کر دوں، اگر یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ تیرے حسن و جمال کو دو بالا
 کرے تو تجھ سے زیادہ حسین و جمیل کیا چیز ہے؟ یہ کہہ کر اس آدمی نے طبع خاصوشی اختیار کر لی
 اور اس چاند کی ٹھنڈی روشنی میں منزل مقصود کی راہیں اطمینان و سکون سے طے کرنے لگا
 انسان دنیاوی زندگی کے اندھیرے میدان میں چل رہا تھا، راستہ معلوم نہیں
 منزل دور تھی۔ کوئی رہبری کرنے والا نہیں تھا۔ پورا راستہ طرح طرح کی ہلاکتوں اور خطرناکیوں سے
 پر تھا۔ اپنا وجود نگاہوں میں نہیں آ رہا تھا۔ دوسری چیزیں کیا نظر آتیں کہ عین اسی عالم میں
 حرا کی چوٹی سے رشد و ہدایت کا چاند طلوع ہوا جس کی روشنی دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ہر بلند
 پست پر پڑی اور یہاں کا فتنہ ذرہ اپنی حقیقت و ماہیت کے ساتھ اس کی روشنی میں رنگا ہوں کے
 سامنے آ گیا، اس آدمی نے اندھیرے میدان میں چاند کو پا کر جن جذبات احساسات کا اظہار کیا
 تھا، وہ اس کے اپنے تھے، اگر انسانیت اپنی گمراہی و ضلالت میں رشد و ہدایت کے اس چاند کی طرف
 دیکھے اور اس کی روشنی میں منزل مقصود کی راہ طے کرے تو اس قرینہ اور سراج نیر علی اللہ علیہ وسلم

کے حسن و جمال اور احسان و سلوک پر مرتے دم تک رطب اللسان رہے۔ اور اظہار تشکر کے الفاظ و افعال کو ناکافی سمجھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”اللہ مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان کے اندر ان ہی سے ایک رسول کو

مبعوث کیا جو ان پر اسکی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے
ان کو کتابِ حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور وہ اس سے پہلے صریح گمراہی
میں مبتلا تھے“

علمدار کے بناؤ بگڑ کا اثر غوام پر :- حضرت امام عبدالغفر بن حازم نے کہا کہ میں نے اپنے
والد حازم کو بڑے رنج و غم اور دل سوزی کے

ساتھ یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

”گذشتہ دور میں علمدار کا یہ حال تھا کہ جب کوئی عالم اپنے سے بڑے عالم سے
ملتا تھا تو وہ دن اسکے لئے غنیمت ہوتا تھا۔ اور جب اپنے جیسے عالم سے ملتا تھا
تو اس سے علمی مذاکرہ کر کے معلومات اور علوم حاصل کرتا تھا۔ اور جب اپنے سے
چھوٹے عالم سے ملتا تھا تو اس کے مقابلہ میں اپنی بڑائی اور نمائش نہیں کرتا تھا
اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ زمانہ آگیا کہ عالم آدمی اب اپنے سے اوپر والے کو عیب لگاتا کہ
تاکہ لوگ اس سے متنفر ہو جائیں اور سمجھ لیں کہ اس عالم کی ضرورت نہیں ہے، اور
نہ اب عالم اپنے جیسے اہل علم سے علمی بات چیت کرتا ہے اور اپنے سے کم علم والے
کے مقابلہ میں اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ تباہ ہو گئے۔“ اے
یہ تو اسلاف کے دور کے اہل علم پر تبصرہ و تنقید بلکہ مسترد و افسوس کا اظہار ہے اور علمی

اُردو کا تجزیہ ہے کہ ایک دورہ گزرا ہے جس میں علماء کا وجود ہر اعتبار سے خیر ہی غیر تھا۔ ان کی آپس کی ملاقاتیں بڑی حسین اور نتیجہ خیز ہو کر تھیں، چھوٹا عالم بڑے عالم سے ملتا تو اس ملاقات کو غنیمت جان کر اس سے استفادہ کرتا۔ جب دو ہم عصر عالم ملتے تو علمی گفتگو کر کے آپس میں ملوثا بڑھاتے اور کوئی عالم اپنے سے چھوٹے عالم سے ملتا تو شفقت و محبت سے پیش آتا اور اس کی تسم کی خیر خواہی کرتا، پھر حال یہ ہو گیا کہ معاملہ اس کے برعکس ہو گیا اور اہل علم آپس میں بغض و حسد کینہ کپٹ اور عداوت و دشمنی رکھنے لگے، ان کی بے راہ روی سے خود وہ گمراہ نہیں ہوئے بلکہ دوسرے لوگ بھی تباہ ہو گئے، یہ تماشا تو آج بڑی مکرر صورت میں ہمارے سامنے ہے کہ ملاؤں سے لیکر اساطینِ علم تک خود نمائی، دنیا طلبی، باہمی عداوت کی بیماریوں میں مبتلا ہیں اور مسلمان ان کے جال میں پڑ کر ہلاک ہو رہے ہیں۔

اسی سال پہلے کے حاجی اور دلال :- ۱۳۸۰ء میں بمبئی کے ایک صاحبِ نسبت عالم اور محکمہ بناب مولانا سید محمد ممتاز

صاحب حج کے لئے گئے تھے، واپسی پر تاریخ مکہ اور تحفۃ الزائرین کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جس میں اپنے سفر کے حالات اور حج زیارت کے مسائل وغیرہ لکھے ہیں۔

اسی میں بمبئی میں جہاز کے لئے ٹکٹ وغیرہ خریدنے کے بیان میں لکھتے ہیں کہ ٹکٹ لینے کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں، نہ مالکان جہاز کے قول و فعل کا اعتبار، نہ دلالوں کے فریب اور مکاری کا کچھ اندازہ، نہ جہاز کے قیام و روانگی کا کوئی وقت، نہ کرایہ کی تعداد، نہ سامان کے قول کا بندوبست، البتہ کثرت و قلت مسافران پر ان سب امور کا انفصال ہے، اگرچہ مسافری و اشتہار پر درپے جاری و شہر ہوتے رہتے ہیں، دلال اپنی طمع و لالچ کے سبب حد درجہ سعی کرتے ہیں، مالکان جہاز سے دو چار روپیہ زیادہ کرایہ مقررہ میں بڑھا کر خواستگار کو ٹکٹ دلاتے ہیں

مسافران کو اطراف سے گھیر کر اپنی چرب زبانی اور مکاری سے مالکان یا ٹھیکہ داران جہاز کے دروازے لجا کر پھنساتے ہیں، دلال اپنا احسان مسافران پر رکھ کر ظاہراً دو چار روپیہ مالکان یا ٹھیکہ داران جہاز سے کم کرنا چاہتے ہیں، اگرچہ ان کا پورا پورا مطلب دلالوں کے ذریعہ سے حاصل ہو جاتا ہے مگر تاہم ان کی کمی و بیشی نرخ و قول کرایہ سے خریداران مکمل کو پریشانی ہوتی ہے۔

یہ ہے اب سے تقریباً اسی سال پہلے بمبئی میں حجاج کرام کی لوٹ کھسوٹ اور ان کو بیوقوف بنا کر اپنا فائدہ حاصل کرنے کی کہانی جو آج بھی اس سے زیادہ ڈرامائی اور مکروہ انداز میں جاری ہے۔ اور اس روایت کا سلسلہ دوسرے اور بہت سے طریقوں سے قومی ہو گیا ہے، حاجیوں کے ساتھ دھوکہ بازی، مکاری، ان سے نفع اندوزی، دلالوں، ایجنٹوں کی چال بازی سب کچھ آج پہلے سے کہیں زیادہ ہو رہا ہے۔ مگر پہلے کی طرح آج بھی یہ حقیقت اظہار شرح ہے کہ جو لوگ حجاج اصح کی راہ سے دھوکہ بازی، فریب کاری، مکاری اور چال بازی سے کماتے ہیں ان کی کمائی ان کو اس میں نہیں آتی ہے، پندرہ بیس سال سے راقم بھی یہ تماشا قریب رہ کر دیکھ رہا تھا مگر کسی ایسے شخص کو پھلتے پھولتے نہیں دیکھا، اور اسکی ایک کوٹری کی عزت رہی۔

آگے چل کر یہی صاحب لکھتے ہیں کہ تنجو نامی آگبوٹ پر ہم بمبئی سے جدہ گئے، یہ سوادو سوگز لمبا اور تیس گز چڑا تھا، اور دکن نامی جہاز سے واپس آئے، یہ دو سو چھیالیس گز طویل اور چالیس گز عرض تھا۔ تنجو آگبوٹ ۱۷۷۲ء کا بنا ہوا تھا جلد مایا اس میں ایک ہزار دو سو بائیس تھے، کرایہ اس کا اس طاق پر تھا، طاق پچیس روپیہ اور درجہ دوسرے تیس روپیہ اور ٹوک یعنی چھتری چوبیس روپیہ، سلون چالیس روپیہ، فرسٹ کلاس پینتالیس روپیہ، میں نے مع حضرت والد ماجد مبلغ ۶۸ روپیہ دیکر دو ٹوک چھتری کے لئے ۷۰ روپیہ اسی سال پہلے حجاج کے جہازوں کا کرایہ کیا تھا جو کہانی معلوم ہوتا ہے۔

جہاد اور اسرائیل

از مولانا عبدالرؤف صاحب طانی بھٹانگری

ابتداءً آفرینش سے اب تک جتنی بھی قومیں دنیا میں وجود پذیر ہوئی ہیں ہر قوم اپنے اندر کوئی نہ کوئی تاریخ رکھتی ہے، مسلمان بھی اپنی زندگی میں بے شمار اہم تاریخیں رکھتا ہے انہیں تاریخوں میں جہاد بھی ایک ٹھوس و ثبت تاریخ ہے۔

جہاد: جان و مال کی قربانی دیکر اسلام کی اشاعت میں کوشش کرنے کا نام ہے، لیکن جب اعدائے اسلام اپنی سفلی طبیعت کے سبب مسلمانوں کو تنگ کریں اور اپنی بد عنوانیوں کے باعث ان کے ملی جذبات کو مجروح کریں، اور ترک دین پر آمادہ کریں، مقامات مقدسہ کی بے حرمتی پر آمادہ ہوں۔ حد یہ ہے کہ اپنی شرارت سے انسان تو کیا خدا تک کو چیلنج دے بیٹھیں، تو مسلمانوں کو بھی ایسے موقع پر حکم ہے کہ وہ اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ نبرد آزما ہو جائیں، البتہ اس میں بھی یہ احتیاط ملاحظہ ہے کہ جنگ کو نواہل سے جنگ کریں۔ اعداد و زیادت سے پرہیز کریں کیوں کہ اسلام کا مقصد خونریزی نہیں ہے بلکہ بر امن

طریقہ پر استیلاء اسلام ہے، یعنی اسلام جو دین حق ہے اور دراصل دین و دنیا کا اعتدال و توازن
 اسی کے نظام میں مضمر ہے، اسے تمام عالم میں عام کرنا مقصود ہے، اسلام کی ان جنگوں میں
 دوسرے اہل دُول کے سامنے صاف طور سے پیش کر دیا گیا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے تحت
 ہو کر زندگی گزارو، اور ہماری بالادستی تسلیم کر لو، اور اسلام کے خلاف ظلم و شرارت، جہالت و
 عداوت، سے باز آ جاؤ اور اسلام کے عدل و انصاف محاسن و اخلاق اور پورے نظام زندگی
 میں خلق خدا کو آزادی رائے، فکر و تدبیر، دلائل و براہین سے سمجھنے کا موقعہ دو، اور دعوت اسلام
 کی اشاعت کے لئے اپنے قلوب میں گنجائش رکھو، اگر اس منصفانہ پیش کش کو ائمہ کفر تسلیم
 نہ کریں اور ضلال و تکبر کے ساتھ آمادہ جنگ پیکار ہوں تو پھر ان سے جنگ لایمکن ہے۔
 اگر اسلام کا مقصد محض قتال کفار ہوتا، تو پھر عورتوں، بچوں، بوڑھوں، معذورین
 گوشہ گیر فقیروں کو قتال کے حکم سے کیوں مستثنیٰ کیا جاتا۔ علت کفر تو سب میں مشترک ہے۔
 حالانکہ حضور فرماتے ہیں،

لَا تَقْتُلُوا ذُرِّيَّةً وَلَا عَسِيفًا وَلَا شَيْخًا قَانِبًا وَلَا طِفْلًا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً۔

یعنی، چھوٹے بچوں، بیگاریں پکڑے ہوئے مزدوروں، کمزوروں، بوڑھوں، اور نابالغ عورتوں، اور
 عورتوں کو قتل نہ کرو بلکہ قتال ان سے کرو جو تم سے جنگ کریں۔ اے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ اگر کفر کا اقتدار وجہ فتنہ بن جائے (تو فتنہ کو ختم کرنے
 کے لئے) قتال ضروری ہے ورنہ نہیں، وہ لکھتے ہیں۔

فَمَنْ لَمْ يَمْنَعْ الْمُسْلِمِينَ مِنْ إِقَامَةِ دِينِ الْإِسْلَامِ لَمْ يَكُنْ مُضَاهَاةً كَقَوْلِهِ الْأَعْلَى
 لَيْكِنْ جَبَّاسٌ لَمْ يَكُنْ مُضَاهَاةً كَقَوْلِهِ الْأَعْلَى لَيْكِنْ جَبَّاسٌ لَمْ يَكُنْ مُضَاهَاةً كَقَوْلِهِ الْأَعْلَى لَيْكِنْ جَبَّاسٌ

تم کو اس فتنہ کی فی الفور سرکوبی کر دی جائے تاکہ فتنہ کے قدم آگے نہ بڑھنے پائیں، چنانچہ ارشاد ہوا:
 وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ الْأَعْلَى
 الرطالمین :-

یعنی، "ان سے جہم کر لو، یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین اللہ ہی کیلئے
 ہو جائے، پس اگر باز آجائیں تو پھر زیادتی نہیں کرنا ہے مگر ظالموں پر۔"

اس وقت اسرائیل نے عالم اسلام کے خلاف جو جارحانہ اقدام کر کے ایک عظیم فتنہ
 کھڑا کر رکھا ہے اور اپنی دشمنی کو عالم اسلام کے لئے نمایاں کر دیا ہے، قرآن کریم نے ان کے سخت
 عدوئے اسلام ہونے کا جو اعلان حق چودہ سو قبل فرمایا تھا: آج اسرائیل (یہود) کے ظالمانہ اور
 غاصبانہ کارروائیوں سے اسکی تصدیق ہو رہی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اس طرح ارشاد ہوا ہے:
 وَلَيَجِدُنَ الَّذِينَ نَالُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْيَهُودِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْمَسِيحِ
 ثُمَّ آيَمَنُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْيَهُودِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْمَسِيحِ
 ثُمَّ كَفَرُوا بِالْيَهُودِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْيَهُودِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْمَسِيحِ
 ثُمَّ كَفَرُوا بِالْيَهُودِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْيَهُودِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْمَسِيحِ

آج دشمنان اسلام کے سرخیل اسرائیل نے ہماری شہروں پر ہلہ بول دیا ہے اور انکی
 آبادیوں کو ان کے شہروں سے نکال دیا ہے اور ان کے جان و مال وطن کو تباہ و برباد کر دیا ہے
 اور ہر طرف فساد و تباہی پھیلا رکھی ہے، اور روز بروز مسلمانوں کے پڑوسی شہروں پر برسی طرح ظلم
 و ستم کے پہاڑ توڑتے رہتے ہیں، کبھی ہوائی جہازوں سے گولے اور بم برساتے رہتے ہیں اور
 کبھی توپ و سنگینوں سے مسلمانوں کے تن بدن کو زخمی و مجروح کرتے ہیں۔

ابھی ۲۱ اگست کو یہودی حکمرانوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج
 کی امامت گاہ اور مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصیٰ کے ایک بڑے حصے کو شہید کر دیا ہے
 مرد و عورتوں اسرائیل نے اپنی سیاہ شیطانی حرکت سے مسجد اقصیٰ کے جنوب مشرقی حصے میں

اگر لگا دی ہے، اس المناک دل دوز و جان سوز سانچہ کے بعد مسلمانوں کا روس و امریکہ سے
 شکایت و احتجاج فریاد و زاری کرنا عبث ہے۔ خالص مظاہرہ، اور جلوس اور فلک شگاف
 نعرے بھی اسکا موثر علاج نہیں ہیں۔ البتہ اگر مسلمان اجتماعی طور سے اسرائیل سے جنگ و مقابلہ
 کے لئے متحد ہو جائیں اور خالصاً وجہ اللہ جہاد کے لئے آمادہ ہو جائیں تو اسرائیل کو ہر طرح کی جانی
 و مالی نقصانات میں مبتلا کر سکتے ہیں اور ان سرکش ظالموں کے مظالم و فسادات کا رنج موٹ
 سکتے ہیں۔

اب اگر ایسے پُر آشوب حالات میں ہاتھ پیر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں گئے اور جہاد و جنگ
 سے کنارہ کش رہیں تو ان حالات میں دنیا کا کوئی سنجیدہ سے سنجیدہ شخص بھی مسلمانوں کو معذور نہیں
 سمجھ سکتا۔ ایسے موقع پر مسلمانوں کو پیرہہ و گامہ عالم نے اس طرح آواز دیا ہے۔
 وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقَاتِلُوا
 تَمَّ اللَّهُ لَهُ مَاسَّةٌ مِّنْ أَنْ لَّوْگُوں سے جنگ کر دو
 نَكْمٌ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ يَحِبُّ
 جَوْتَم سے جنگ کرتے ہیں، اور نہ زیادتی کرو
 الْمُتَّقِينَ (بقیہ)
 بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو
 دوست نہیں رکھتا۔

اگر اعدائے اسلام مسلمانوں سے اجتماعی طاقت کے ساتھ جنگ کر رہے ہوں تو مسلمانوں
 کو بھی حکم ہے کہ تم بھی اپنی تمام تر اجتماعی قوتوں کو کام میں لا کر اعدائے اسلام سے متحدہ مقابلہ کرو۔
 ارشاد ہے :-

قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ
 مشرکین سے باہم مل کر جنگ کرو، جس طرح وہ تم
 کَافَّةً دَاعِلُوا إِلَى اللَّهِ مَعَ الْمُتَّقِينَ
 متحد ہو کر جنگ کرتے ہیں اور جان بکھار کر اللہ
 پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

آیات کریمہ میں اس بات کی تلقین کرتی ہے کہ جب کفر اپنی طاغوتی طاقتوں کے ساتھ اسلام اور اس کے شعائر پر حملہ آور ہو جائے تو پھر اسلام کی وقار اور اس کی عزت کو بچانے کے لئے خواہ پہلے لڑ کر دریا میں کودنا پڑے، طوفان سے ٹکرانا پڑے لیکن پھر بھی قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہیے، عرب کے چند مجاہدین اپنی قلیل اور مختصر سی تعداد کے باوجود پوری سرگرمی سے اپنی آزادی اور مقامات مقدسہ کی حرمت پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں۔

عرب مجاہدین کے چند کارنامے :- عرب مجاہدین فلسطین کی آزادی کے فداکاروں نے جس جس طرح گوریلا طرز جنگ اختیار کر کے جا بجا

پھاپ مار کارروائیاں کرتے رہتے ہیں اس پر ہم انھیں مبارک باد دیتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ اپنی سرگرمیوں سے مسجد اقصیٰ کی لاج رکھیں گے یہ طرز جنگ بہت ہی موثر ہے اور بہت ہی کامیاب ہے ”یا سر عرفات“ اور اسکے جانباز ساتھی جس طرح فوجی چھاؤنیوں میں خفیہ طور سے داخل ہو کر ان کے چھاؤنیوں اور فوجی ذخائر کو برباد کر کے جانی و مالی نقصان پہنچا رہے ہیں اور پوری حکمت سے اکثر ساتھی بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں (اسکی تفصیلات اخبارات میں برابر آتی رہتی ہے)

(۱) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک سر فزوش فوجوان اسرائیلی مورچوں میں بھیس بدل کر جاتا ہے اور ان کے مورچوں میں موقع پا کر مہلکت خیز بم چھوڑتا ہے جس سے اسرائیلی فوجیوں کے علاوہ اس جانباز مجاہد کے جسم کے پرچھے اڑ جاتے ہیں۔

(۲) فلسطین آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والی تنظیموں کی اعلیٰ کمان نے اعلان کیا ہے

کہ ہمارے جانبازوں نے دریا، اردن کے شمالی دواہی میں جس پر اسرائیل قابض ہے سب سے بڑا بھیانک حملہ کیا، اور شتر اسرائیلیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، دو اسرائیلی ٹینکوں اور پانچ فوجی گاڑیوں کو

تین جیب موٹرول اور کئی ایک قلعہ بند مورچوں کو تباہ کر ڈالا، اس تصادم میں ایک مجاہد شہید اور
تین مجاہد زخمی ہوئے۔

عرب مجاہدین کے چھاپہ مار دستہ نے ایک اور کارنامہ انجام دیا ہے کہ ایک دیو پیکر
امریکی طیارہ کو اغواء کر کے دمشق کے ہوائی اڈہ پر لے آئے جبکہ یہ امریکی طیارہ تل ابیب (سریلنکا)
جاری رہا تھا۔

عوامی محاذ نے عمان سے یہ بیان جاری کیا ہے کہ اس ان کے خلاف فلسطینی انقلابی
عدالت مقدمہ کی سماعت کرے گی۔

ان جانباز چھاپہ مار مجاہدین میں ایک بیس لرب خاتون اور ایک تیس سالہ جوان
مجاہد نے اپنے اپنے ریوالور نکال لئے اور پائلٹ کی جہاز کا رخ بدلنے پر مجبور کر دیا، پائلٹ
نے اپنی مصیبت میں گھر جانے کا شغل دیدیا اور بتایا کہ اسے جہاز کا رخ پھرنے پر مجبور کیا
جاری رہا ہے لیکن ان چھاپہ مار بہادروں کو مصیبت سے پائلٹ نے جہاز کا رخ بدل دیا اور
ہنگامی حالات میں اسے دمشق کے بین الاقوامی ہوائی اڈہ پر اتار دیا۔ ۷

ان واقعات سے اندازہ لگائیے کہ عرب مجاہدین کے چھاپہ مار دستے کہاں کہاں
پہنچ کر دشمن کا تعاقب کر رہے ہیں، اور دشمنوں کے سرغنہ و سرکردہ لوگوں کو تلاش کر کے
ان کیفر کردار تک پہنچاتے ہیں، کیل کہ "تل ابیب" جانے والے اس امریکی دیو پیکر طیارہ کو اس
چھاپہ و دلفری دستہ نے اس وقت اپنے قابو میں کیا جبکہ وہ جہاز روم (اطلی) سے اٹھنے
(یونان) جاتے ہوئے جنوبی اٹلی سے گزر رہا تھا۔

(۵) جس طرح یہ چھاپہ مار دستہ اٹلی جا کر اپنا حیرت ناک کارنامہ انجام دیتے ہیں

اسی طرح عین قلب لندن میں اسرائیل کی جہازوں کی پٹری کے دفتر میں خفیہ طور پر داخل ہو کر دستہ کے ممبران نے ایک ہلاکت خیز بم پھینکا جس کے دھماکہ سے پورا علاقہ ہل گیا اور پورا عملہ تباہ ہو گیا۔

فلسطین کے عوامی محاذ نے اعلان کیا ہے کہ یہ کارروائی ہمارے ممبروں نے مسجد اقصیٰ میں آتش زنی کے انتقام میں کی ہے اور یہ بھی اقرار کیا ہے کہ اس سے قبل سوئزرلینڈ میں بھی انہی فلسطین مجاہدین نے اسرائیلی طیارہ کو مار گرایا تھا، یہ چھاپہ مار مجاہدین اپنی جان ہتھیل پر رکھ کر اسرائیلی طیارہ کو سوئزرلینڈ میں جا کر اپنی گولیوں کا نشانہ بناتے ہیں، ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاد فلسطین کی کارروائی صرف مقبوضات اسرائیل اور آس پاس کے عرب ممالک تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کا سلسلہ ان مغربی ملکوں میں پھیلتا جا رہا ہے، جو اسرائیل کے خصوصی محافظوں سرپرست ہیں اور متحرک اسرائیلی حکومت پر یہ حقیقت روز بروز منکشف ہوتی جا رہی ہے کہ دو سال قبل کی عارضی فتح اور عرب علاقوں اور یروشلم پر قبضہ کا سودا کتنا گراں پڑ رہا ہے، گوریلا جنگ کی بدولت دنیا جہان میں کہیں بھی یہودی کی جان و مال محفوظ نہیں ہے لے

(۶) ۲۱ ستمبر کی شب کو الفتح کے مجاہدین نے سینچر و اتوار کی درمیانی شب میں آدھی رات کے بعد دریاء اردن کی شمالی وادی میں کفرادین کی اسرائیلی بستی اور اسکے آس پاس کے مورچوں پر چھاپہ مار یہودی فوج کو زبردست جانی و مالی نقصان پہونچایا لے

در اصل یہ چھاپہ مار مجاہدین اس آیت کریمہ پر عمل کر رہے ہیں جو سورہ ناز میں مذکور ہے
فَان لَّمْ يَنتَهِزُوا لَكُمْ دِيْنَكُمْ السَّلَامُ وَيُكْفُوْا اِيْدِيْكُمْ فَنَحْنُ دِهْمٌ وَّقَتْلُوْا هُمْ

حیث تفتتوہم واولئکم جعلنا لکم علیہم سلطانا مبینا (۱)،
یعنی، پس اگر وہ تم سے کٹنا نہ کشی نہ کریں اور تم سے صلح و مصالحت کی راہ ہموار نہ کریں اور
اپنے ہاتھوں کو بند نہ کریں تو ان کو پکڑو اور مار ڈالو ان کو جہاں پاؤ، اور کر دیا ہے ان لوگوں
پر ہم نے تمہارے لئے ظاہر غلبہ،

عسیر مجاہدین چھاپہ مار دستوں کی ان ہی سرگرمیوں اور جانبازانہ ہم جوئیوں
اور پر خطر کامیاب اقدامات کو دیکھ کر چار بڑے عسکر ملکوں کے فوجی لیڈروں نے "الفتح"
کی گوریلا طرز جنگ میں تیزی پیدا کرنے کے سوال پر پوری سنجیدگی سے غور کیا، گوریلا جنگ کے
ماہرین اور "الفتح" کے لیڈران بھی قاہرہ میں مل کر اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ کس طرح
اسرائیل کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کو تیز سے تیز تر کیا جائے۔

عرب ممالک کی چوٹی کا نفرنس : مجاہدین "الفتح" کی سرگرمیوں اور ہم جوئیوں کو
آگے بڑھانے کے لئے متحدہ عرب جمہوریہ (مصر)

کے صدر جمال عبدالناصر نے عرب ممالک کی ساری توانائی کو اسرائیل کے مقابلہ کے لئے منظم
کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ لڑائی ختم ہو نیوالی نہیں ہے، دشمن کا براہ راست سامنا کرنے
والے عرب ممالک مصر، شام، اردن، عراق، جس کے نمائندے اس کانفرنس میں شریک ہیں
ان پر خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے (اس کانفرنس میں اردن کے بادشاہ شاہ حسین، شام کے
صدر ڈاکٹر نور الدین، عراق کے نائب وزیر اعظم جنرل ہمدانی اور متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر
جمال عبدالناصر شریک تھے،)

(باقی آئندہ)

خانوادہ عکاسِ رسول پور

از: تقاضی اظہر مبارک پوری

شیراز ہند پور کے آخری دور میں یہاں جو علمی و دینی خانوادے گزرے ہیں اور جن میں
مذہب و فضل کا چرچا رہا ہے ان میں علمائے رسول پور کا خانوادہ بھی شامل ہے، دسویں
صدی کے اواخر یا گیارہویں صدی کے اوائل میں شیخ حسین (زین) شیخ جمال اور شیخ کھیدو
تین افراد پر مشتمل ایک مختصر سا کارواں مبارک پور کے مشرق سے مغرب کی سمت روانہ ہوا یہ
سلطان نور الدین محمد بہانگیر کا زمانہ تھا، مبارک پور اس وقت اطراف و جوانب کے مسلمانوں کے
لئے علمی و دینی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا، شیخ محمود قریشی بائسی یہاں کے جاگیردار تھے، ساتویں
صاحب نسبت بزرگ تھے لیکن ان کی جاگیر میں الملو، اور ملک شہنی کے علاقے بھی شامل تھے، اس قافلہ

۱۔ شیخ محمود قریشی بائسی مبارک پور کی گیارہویں صدی میں یہاں کے بہت بڑے جاگیردار اور راجہ اعظم شاہ بانی
اعظم گڑھ کے معاصر تھے، ان کی جاگیر پورب میں نور پور میں کچھ میں چک کی ٹپ تک، رکن میں لہر اگھڑا تک
اور اتر میں رسول پور میرا تک تھی، الملو میں محمود پورہ ان کے نام پر ہے۔ ان کے ذویویاں تھیں ایک کے
بطن سے آلو کے بعض خاندان میں اور دوسری کے بطن سے مبارک پور کے بعض خاندان تھے جن میں
(باقی اس کے بعد صفحہ ۳۰ پر)

اطوار ملک شہنی کے درمیان اپنا رخت سفر ڈال دیا۔ اور وہیں رسول پور نامی بستی آباد کر کے بود باش اختیار کی، یہ بستی مبارک پور سے ایک میل پر شمال مشرق میں واقع ہے۔ مولانا عبد العظیم صاحب رسول پوریؒ نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ "تین آدمی زین، جمال اور کھیدو غماری کساری سے جو سوناٹ بھغن کے قریب۔ رسول پور میں اقامت گزیرے ہوئے، ان کی آبادی کی تاریخ معلوم نہیں، غالباً ۱۰۵۹ھ ہوا اس سے کچھ پہلے" اور ان کے برادر خورد مولانا احمد حسین صاحب رسول پوریؒ نے ان تینوں بزرگوں کی آل اولاد کا

(اس سے پہلے دئے صفحہ کا بقیہ) حاشیہ: موضع گھر ٹٹا کے سامنے دریائے ٹنڈ کے کنارے ایک نالے بہنوی درمیان گداسین مشہور زیندار تھے، موضع گھر ٹٹا کے سامنے دریائے ٹنڈ کے کنارے ایک نالے کے اوپر ان کازار ہے، اس جگہ کو سیکھڑا بانا کہتے ہیں، جو شیخ محمود کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ کہتے ہیں کہ راجہ اعظم شاہ نے راج بھر قسم کے ایک راجہ بہیلیا نامی سے ان کو دعوہ سے قتل کرایا جو گھر ٹٹا کے اترے چمچ جانب رہتا تھا۔ اور بڑے رعبے دابک زیندار تھا۔ دیو کھری نامی عمارت آج تک اسکی یادگار موجود ہے۔ اور دیگر آثار بھی ہیں تقریباً پچاس سال ہوئے یہاں سے بہت بڑا خزانہ ملا تھا شیخ محمود زینشی حضرت شیخ حاجی ابوالخیر بھیرویؒ کی ولادت ہمہاں گزری، اور وفات ۱۰۵۹ھ میں ہوئی احمد فن بھیرا کے خسر تھے شیخ شمس الدین حیدری نے مناقب غوثی میں جو حضرت شاہ ابوالغوث مگر دیوان لہرادی کے حالات میں ہے۔ لکھا ہے کہ شیخ حاجی ابوالخیر بھیرویؒ کی تین شادیاں ہوئی جن میں سے ایک شادی شیخ محمود کی لڑکی سے ہوئی تھی، اسی موقع پر کتاب کی پوری عبارت یہ ہے،

۱۔ مول دختر شیخ عبداللہ کہ از فرزندان قدوة العارفین شیخ اسماعیل (چریا کوئی) جس سرہ بود.....

..... دیگر دختر شیخ محمد اخلاص لا محمود بھیرویؒ، دیگر دختر شیخ محمود زینشی الموصوف باسما مبارکہ

از ہم نزدیک باقی نمائند

(مناقب غوثی ذکر شاہ حاجی ابوالخیر بھیرویؒ قلمی ملوک در المصنفین)

شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان تینوں آدمیوں نے اماری کساری سے جو کھجور کا
کے قریب آکر رسول پور بسایا، کھید و جبین، جمال، آج کل منو کے پورب ایک گاؤں اماری گاؤں
کے نام سے موجود ہے، اس دور میں مبارک پور، اور اطراف و جوانب کی مسلم بستیوں میں غلام
سے رسول پور، سریاں، اور حسین آباد میں منو، اور سی، کو پانچ وغیرہ سے بہت سے خاندان
ترک وطن کر کے آئے، اور یہاں پر مستقل بود و باش اختیار کر لی۔ اس زمانہ میں رسول پور جنگل تھا
اس دور کے اعلیٰ درخت ابھی جلدی تک موجود تھے، اس سے متصل شمال میں کوٹ نامی مقام
آج بھی موجود ہے، جہاں قدیم زمانہ میں راج بھرقوم کی خوشحال آبادی تھی، برتنوں کے
ٹکڑے، پختہ اینٹیں، مورتیاں، اور سنگے زمانہ حال تک ملتے تھے، اس دور کا ایک قدیم
کنواں اب تک موجود ہے۔ تیموری دور کا یہاں ایک شہید واڑہ بھی ہے۔ تینوں نووارد بزرگوں
نے سب سے پہلے اس جگہ اقامت اختیار کی جو آج رسول پور کا کچھ حصہ ہے، اس طرف کے
اکثر لوگوں کے مورث اعلیٰ ہی تینوں افراد ہیں، بعد میں شیخ کھید و کا خاندان "خاندانہ علیہ
رسول پور بن گیا، اور شیخ جمن بن شیخ بھکاری بن شیخ بہار بن شیخ کھید و کی نسل سے علمی
اور دینی سلسلہ کی ابتداء ہوئی۔

شیخ جمن اپنے وقت میں اپنی بستی کے مشہور بزرگ تھے، سلسلہ اشرفیہ سے
بیعت و ارادت کا تعلق رکھتے تھے، نماز ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا، فجر کی غلّس یعنی انگیر
میں پڑھنے کے عادی تھے، ان کی بزرگی اور شرافت کا شہرہ دور دور تک تھا، شیخ جمن نے
سب سے پہلے رسول پور کے مغربی حصہ کو چھوڑ کر مشرقی حصہ میں مکان بنایا، مولانا محمد کجی صاحب
رسول پور ہی کا موجودہ مکان غالباً ان کا آبائی مکان ہے، ان کے صاحبزادے شیخ باب الصمد
بھی اپنے والد کی طرح بڑے خوشحال اور نہایت بزرگ انسان تھے، ان کے پانچ لڑکے تھے۔

(۱) حاجی یار محمد (۲) لال محمد (۳) حاجی زلی محمد (۴) منشی عنایت اللہ (۵) احمد حسین ان پنج تنوں میں دو تئیں تھے، ایک لال محمد جو بعد میں مولانا عبد العظیم صاحب رسول پوری کے نام سے مشہور ہوئے اور دوسرے مولانا احمد حسین صاحب رسول پوری، جو راقم کے جمدادی ہیں۔ علم و فضل کے یہ دونوں ستارے مبارک پور کے مشرقی مطلع سے مدتی چمکے کہ ان کی روشنی سے مشرق و مغرب منور ہوتے رہے۔ آگے چل کر دونوں بھائیوں سے دو علمی سلسلے چلے اور دونوں گھرانے اپنی علمی روایات اور دینی خصوصیات میں ممتاز رہے۔ ان کے دینی، علمی تعلیمی اور تصنیفی و تالیفی کارنامے دیار پورب کی آخری علمی یادگار ہیں۔

علمائے رسول پور علمی جامعیت، تدریسی خدمت اور تصنیفی کارنامہ کے ساتھ ساتھ مجلسی زندگی، وضع داری اور علمی وقار اور عالمانہ شان میں عہد سلف کی یادگار تھے، علوم شرعیہ کی ہر قسم حدیث، تفسیر، فقہ، کلام، اصول میں جامعیت رکھتے تھے، علوم عقلیہ میں منطق، فلسفہ، ریاضی، ہیئت و فلکیات میں خصوصی مہارت کے مالک تھے، طب و حکمت، علم الادویہ اور خطاطی و خوش نویس بھی ان کی خصوصیات میں شامل تھی، عربی ادب، بلاغت، انشاء اور شاعری کا ذوق بھی ان میں عام تھا۔ طباعی اور ذہانت ان کا خاندانی ورثہ تھا، لباس اور وضع قطع میں قدماء کے نمونہ تھے، عبا و قبا، عمامہ میں ملبوس ہو کر نکلتے تھے، اپنے گھر اور گاؤں میں نہایت سادہ اور معمولی لباس پہنتے تھے، اس وقت ان کو دیکھ کر یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ عالم بھی ہیں، مگر جب باہر نکلتے تو عالمانہ لباس اور علمی وقار کے ساتھ نکلتے تھے اور دُور ہی سے ان کی شان ظاہر ہوتی تھی، خانگی زندگی میں انتہائی سادگی اور بے تکلفی تھی ان کی نجی مجلس بھی علمی اور دینی ہوتی تھی، تعطیل کے ایام میں یہ حضرات اپنے گاؤں میں جمع ہوتے تھے تو صبح و شام اہل علم اور ملاقاتیوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا، دُور دور سے اہل ذوق

آتے اور ان کی علمی و دینی معلومات سے مستفیض ہوتے تھے، مریدوں کا بھی تائید و تہنیت رہتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ ان دونوں اطراف و جوانب کے تمام راستے رسول پوری کی طرف جاتے ہیں، میں نے اپنے بچپن میں اس خانوادہ کی یہ آخری بہاریں دیکھی ہیں، مگر ان کے ساتھ ان کی علمی آن بان اور عالمانہ طور طریقہ ختم ہو گیا، ان کے دُعا بڑے دلچسپ اور پُر تاثیر ہوتے تھے، عام طور سے جامع مسجد راجہ صاحب میں جمعہ کے بعد سے عصر تک ان کا دُعا ہوا کرتا تھا اور لوگ نہایت ذوق و شوق سے سنتے تھے، اس کے بعد ان کا یہ علمی قافلہ اپنی پوری شان کے ساتھ قصبہ میں اپنے مشتہ داروں اور معتقدوں کے یہاں جاتا تھا اور ہر طرف عقیدت و محبت سے اس کا استقبال ہوتا تھا، اور لوگ ان سے علمی و دینی استفادہ کرتے تھے، اور سامعین و حاضرین کے ذوق کے مطابق علمی اور دینی گفتگو ہوتی تھی۔

چونکہ ان کا علمی سلسلہ علمائے فرنگی محل، علمائے خیر آباد، علمائے دیوبند کے علاوہ علمائے پیر یاکوٹ اور بعض سرب علمائے ملتا تھا، اس لئے وہ کسی ایک سلسلہ سے وابستہ نہیں تھے اور بڑی مشکل سے اپنے معاصرین کے قائل ہوتے تھے، مرعیت تو ان میں نام کی نہیں تھی، ان کی اس خود اعتمادی اور خود شناسی کو ان کے اکثر معاصر خود بینی سے تعبیر کرتے تھے، اور ان میں بعض کے بارے میں تبصرہ کسی نہ کسی حد تک صحیح تھی، مختلف فیہ مسائل میں اپنی مستقل رائے رکھتے تھے، اور کسی ایک مکتب فکر سے وابستہ نہیں تھے، نہ حد سے زیادہ نرم تھے اور نہ ضرورت سے زیادہ سخت تھے، آخری دور میں مبارک پور میں بریلوی دیوبندی اختلافات بڑی شدت اختیار کر گئے مگر علمائے رسول پور ان سے الگ رہے، اگرچہ اس سلسلہ میں ان کے علمی اثر و رسوخ کو کافی نقصان پہنچا اور اکثر لوگ ان دونوں گروہوں میں بٹ گئے، مگر وہ اس افراد و تفریط میں بھی اپنی انفرادیت کو نہ کھو سکے۔

درس و تدریس، تصنیف و تالیف، حکمت و طبابت گویا ان کا کاروبار تھا۔ علمی و تحقیقی مشاغل، مطالعہ و کتب بینی، اور لکھنا پڑھنا ان کا اور ٹھکانا تھا۔ ان کو نہ سیاسی تحریکات و لچپی تھی، اور نہ سیاسی لوگوں سے ان کے تعلقات تھے، ان کا اپنا مستقل علمی ماحول اور حلقہ تھا جس سے وہ آخر تک باہر نہیں ہوئے، اسی لئے دنیاوی معاملات میں وہ زیادہ چالاک نہیں تھے، انفرادی طور سے مبارک پور اور اطراف کے بعض دوسرے علماء میں یہ صفات نظر مگر خاندانی اور اجتماعی طور سے یہ صرف علمائے رسول پور کی خصوصیات تھیں۔ وہ اگرچہ مشائخ سے بیعت تھے، مگر پیری مریدی سے ان کو تعلق نہیں تھا اور نہ ان کی ظاہری ہیبت سے اس کا پتہ چلتا تھا، تجوید و قرأت کے معاملہ میں وہ کورے تھے، اور اس فن سے ان کو مناسبت نہیں تھی۔

جامع المنقول و الموقوف حضرت مولانا مفتی حاجی حکیم ابوالاعلیٰ
 مولانا عبد العظیم صاحب :- عبد العظیم بن شیخ باب اللہ بن شیخ جمن بن شیخ بھکاری

بن شیخ پہاڑ بن شیخ گنید و رسول پوری مبارکپوری متوفی ۱۳۴۰ھ رحمۃ اللہ علیہ اس خانوادہ علم و فضل کے پہلے چشم و چراغ ہیں۔ جو اپنے وقت میں اس دیار کے مشہور حنفی عالم اور مفتی و فقیہ تھے، علم کلام اور مقولات میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے تھے، پوری زندگی تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف میں بسر کی، فنِ طب و حکمت میں بھی حاذق و ماہر تھے، ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، پھر اہل میں ایک میاں صاحب سے پڑھ کر فارسی کی تکمیل میاں صاحب جان محمد (پورہ خضر مبارکپور) سے کی، گو کہ کچھ میں متوسطات کی تعلیم حاصل کر کے مرزا پور میں مولانا معین الدین کلوی سے پڑھا، پھر حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محل سے علوم مروجہ کی تکمیل کر کے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم بن مولانا عبدالحکیم فرنگی محل سے علم حدیث کی تکمیل کی، اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہو کر علم طب کی تحصیل و تکمیل مولانا حکیم عبد اللہ صاحب لکھنوی سے کی، فراغت کے بعد کچھ دنوں لکھنؤ کے اطراف میں مدسی کی، پھر مدین

شیخ نور علی عباسی کے مدرسہ میں تعلیم دی، یہاں سے مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں دیار مشرق میں مدرسہ چشمہ رحمت کی علمی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ مولانا عبداللہ صاحب مسوی غازی پوری، مولانا محمد فاروق صاحب جریا کوٹی، مولانا امان اللہ غازی پوری جیسے فضلاء روزگار تعلیم دیتے تھے، یہاں کی آب و ہوا آپ کو اس طرح راس آئی کہ تقریباً ۳ سال تک اس کے صدر مدرس اور مفتی اعظم رہے۔ اور سینکڑوں طلبا کو عالم بنایا۔ مولانا عبداللہ صاحب غازی پوری مسلک اہل حدیث کے سرگرم نمایندے تھے، اور مولانا عبداللہ صاحب کٹر حنفی تھے، دونوں میں خوب خوب نوک جھونک جیتی رہی اور اور مقدمہ بازی تک کی نوبت آئی، مدرسہ رحمۃ رحمت ان دنوں یونپی، بہار، بنگال اور دوسرے مقامات کے طلبہ کامرکز تھا، آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اس دیار کے مشہور تلامذہ یہ ہیں۔ آپ کے برادر خرد مولانا احمد حسین صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب ندوی، مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب بنارس، مولانا شاہ محمد صاحب سریانوی، مولانا سلطان احمد صاحب مسوی، مولانا شیخ محمد صاحب عباسی مسوی، صدر قانون گو گو ر کپور، مولانا ابوالحسن حیدری غازی پوری، مولانا محمد طفیل صاحب الموی، مولانا فیاض عالم شاہ صاحب الموی، مولوی حکیم الطاف صاحب سکٹوی، مولوی نور محمد صاحب، امام جامع مسجد مبارک پور وغیرہ وغیرہ۔

آپ کی مطبوعہ تصنیفات حسب ذیل ہیں:-

- (۱) اساس التوحید (فارسی) علم کلام و عقائد میں، (۲) سید التخریج مسمی بہ تفسیر القرآن، علم النقص و توریث میں، (۳) التبعرة فی تحقیق الاشربة مسمیة اور دیگر مشروبات کے بیان میں، (۴) کتاب الشہادۃ، ۱۳۲۱ھ اور ۱۳۲۲ھ میں مبارک پور کے قیامت خیز طاعون کے بعد آپ نے یہ کتاب لکھی جس میں شہداء کے اقسام اور ان کے فضائل وغیرہ درج ہیں، (۵) الخطب المنبر یہ

من الآيات القرآنية (۶) دُرّة التاج الانور فی اذان اکبّرة عند المنبر (۷) سفرنامہ حجاز، ان کے علاوہ غیر مطبوعہ تصانیف یہ ہیں، (۸) اصول فقہ (۹) الدوحة الناصرة فی علم المناظرة (۱۰) الفریدة الوضیعیة فی الحکمة الالہیة (عربی) (۱۱) رواة البخاری المجرّون (۱۲) مجموعہ فتاویٰ علمی

غازی پور سے مبارک پور آتے ہوئے اُدیر ہار اسٹیشن پر دو ٹرینوں میں تصادم ہوا آپ شدید زخمی ہوئے اور بنارس کے ایک اسپتال میں داخل کئے گئے جہاں ۲۲ اپریل ۱۹۲۲ء (۱۳۴۲ھ) کو ۹ بجے دن میں فوت ہوئے اور کچی باغ بنارس میں بٹاؤ شہید کے پہلو میں دفن ہوئے، ذہانت طباعی، اور منقول و منقول میں جامعیت آپ کی خصوصیات میں سے تھی، مولانا عبدالحی صاحب فرنگی علی اور مفتی محمد نعیم صاحب فرنگی علی کی شاگردی کے بعد علمائے اہل حدیث سے بحث و مناظرہ کی وجہ سے حنفیت میں خاص ہمارت و شہرت کے مالک تھے، علامہ شامی کے فوائسے سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب شامی کی سند و اجازت رکھتے تھے، بحث و مناظرہ میں منطق و فلسفہ سے خوب کام لیتے تھے، شدید سے شدید تر امراض میں طبی چٹکلے استعمال کر کے روتے ہوئے مریضوں کو ہنس دیتے تھے، فن خطاطی و خوش نویسی کی ہمہ اقسام میں ماہر تھے، ان کمالات کی جامعیت میں اپنے معاصرین میں مفرد تھے، ان کی اولاد میں تین لڑکے تھے اور بکے ب صاحب فضل و کمال ہوئے (۱) مولانا محمد صاحب پرنسپل اور ٹیٹل کالج چشمہ رحمت غازی پور (۲) مولوی حکیم عبدالحجید صاحب (۳) مولانا عبدالباقی صاحب بن، ۱، ۷، ایل ایل، بنی ایڈووکیٹ۔

مولانا عبد اللیم صاحب نے اپنے تین لڑکوں میں سے دو کو عصری علوم کی تعلیم دلائی۔ ان میں سے ایک صاحب اسکول کے مدرس ہوئے اور دوسرے صاحب گریجویٹ بنے، بعد میں اس خاندان کا رجحان علوم جدیدہ کی طرف زیادہ ہوا اور اس میں اسی کا فروغ ہوا۔ مبارکپور انٹر کالج کہنا چاہیے کہ ان کے اس رجحان کا نتیجہ ہے، جدید تعلیم میں بھی یہ گھرانہ اطراف میں بکے پڑا اور آگے ہر باتی آئندہ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حاجیوں کی باتیں

محی الدین منیری

حج کا موسم شروع ہوا اور ختم ہوا چاہتا ہے۔ اب ننگ بستی کی بندرگاہ سے آٹھ جہازوں میں تقریباً گیارہ ہزار حجج روانہ ہو چکے ہیں۔ اور اب کم بیش چار ہزار حجج کی روانگی باقی ہے جن میں سے ایک ہزار حاجی بذریعہ طیارہ سفر کریں گے۔ ہندوستان میں آبادی میں اضافہ کے ساتھ مسلم قوم میں حج کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ اس سال تقریباً بیس ہزار درخواستیں قرعہ اندازی کے بعد واپس ہوئی ہیں۔ اور ہوائی سفر کا ارادہ رکھنے والے تقریباً چار سو حاجیوں کو مایوس ہونا پڑا ہے۔ اب ننگ کوئی صورت سامنے نہیں آتی کہ حج کے کوٹہ میں کچھ اضافہ ہو جائے۔ مسلم قوم کی ایک شدید ضرورت ہے۔ اور بھی کواں کا احساس ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاملہ میں حکومت کے پاس کوئی نمائندگی نہیں کی گئی۔ سنٹرل حج کمیٹی میں ہندوستان کے چیدہ چیدہ ذی فہم لوگ ہیں۔ حج کمیٹی بستی کے ذمہ دار بھی معاملات کو سمجھتے ہیں اسٹیٹ ایول بھی ہر صوبہ میں حج کمیٹیاں کام کر رہی ہیں۔ یہ سب حضرات ایک حج کنونشن پر جمع ہو جائیں اور حاجیوں کے مسائل پر فکر کریں اور حاجیوں کے کوٹہ میں اضافہ کے لئے مشترکہ طور پر حکومت سے کہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ انشاءً کوئی صورت نکل آئیگی۔ اور اس طرح مل بیٹھنے سے حاجیوں کے بہت مسائل اور مشکلات دور ہو جائیں گے۔

مسافر خانہ : اللہ عز و جل رحمت کرے اور درجاتِ عالیہ سے سرفراز فرمائے مرحوم محمد حاجی صابو صدیق کو کہ مرحوم نے حج کرام کے لئے صابو صدیق مسافر خانہ تعمیر کر کے مسلمانانِ ہند پر بڑا احسان کیا ہے۔ موسم حج میں ہزاروں حجج اس مسافر خانہ میں قیام کرتے ہیں اور مرحوم کو دعائیں دیتے ہیں۔ اس مسافر خانہ میں حاجیوں کی رہائش کے لئے کچھ دینا نہیں پڑتا۔ پانی صفائی، رہائش، روشنی سب فری ہوتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں سفر کرنے والوں کا یہاں ہے کہ کسی دوسری جگہ اتنی سہولت کے ساتھ حاجیوں کی رہائش کا انتظام نہیں ہے۔ پھر بھی یہ مسافر خانہ موسم حج میں حاجیوں کیلئے ناکافی ہوتا ہے۔ بعض مسلمان مسافر خانہ اور جامع مسجدیں بھی حج قیام کرتے ہیں۔ صابو صدیق مسافر خانہ ٹرسٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ مسافر خانہ کی عمارت کو وسعت دے کر مزید حاجیوں کے قیام کا انتظام کیا جائے گا۔ آج سے تقریباً بارہ سال پہلے جناب احمد غریب صاحب مرحوم کی سرپرستی میں مسافر خانہ کی ایک منزل کو بڑھا کر اس میں ایک شاندار اضافہ کیا گیا تھا۔ اب ٹرسٹوں کا یہ فیصلہ مبارک ہے۔ خدا کرے کہ جلد اس فیصلہ اور ارادہ کو عملی شکل مل جائے۔

جج کمیٹی: جج کمیٹی مبنی سرکاری طور پر حاجیوں کے تمام معاملات کی ذمہ دار ہے۔ اس کا دفتر اسی مسافر خانہ میں ہے۔ ٹیکہ انکشن، اسٹول کلچر سائیفیکٹ، پاسپورٹ کرنسی راشن، کپڑا، وغیرہ کا انتظام جج کمیٹی کی طرف سے اسی مسافر خانہ میں کیا گیا ہے۔ ادویہ تمام کام نہایت آسانی کے ساتھ انجام پاتے ہیں۔

جج کرنسی: حاجیوں کو ۵، ۱۵ روپیہ جج کے اخراجات کے لئے لے جانے کی اجازت ہے۔ وہاں ہندوستانی روپیہ لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ موسم حج میں اسٹیٹ بینک کا دفتر مسافر خانہ میں آجاتا ہے۔ اور حاجیوں سے روپیہ لے کر ان کو ڈرافٹ دیا جاتا ہے۔ ۱۵، ۵ روپے کے لئے ۹۲۸ ریال جدہ میں حاجیوں کو مل جاتے ہیں۔ مدینۃ الحجاز جدہ میں بینک کا دفتر ہے۔ وہاں اس بینک میں ڈرافٹ پیش کرنے سے ریال فوراً مل جاتے ہیں۔

پاسپورٹ: جج کمیٹی حاجیوں کے بمبئی پہنچنے سے پہلے پاسپورٹ نیا رکر کے رکھ دیتی ہے اور مغل لائن کی بکنگ کے بعد بڑی آسانی سے پاسپورٹ مل جاتا ہے۔

جج کمیٹی کا طبی عمل: جج کمیٹی کے ڈاکٹر بڑی ہمدردی سے علاج کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے طبی یونانی کانفرنس نے بھی اپنا دوا خانہ قائم کر رکھا ہے۔ صبح شام حکیم صاحبان پہنچ کر حاجیوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ جج کمیٹی میں کئی ڈاکٹر کام کرتے ہیں اور ٹیکہ انکشن کی کارگزاری کے لئے دفتری اوقات میں مصروف رہتے ہیں اور اس قانونی پابندی کو بھولا کر یہ ڈاکٹر ہی پورا تعاون کرتے ہیں۔

جج ویزا: عید سے قبل والے دو جہازوں کے حجاج کے لئے دہلی سے حج ویزا حاصل کرنا پڑتا تھا۔ عید کے فوراً بعد مسافر خانہ سعودی عربیہ کی طرف سے ویزا آفس حاجیوں کے مسافر خانہ بمبئی میں مستجابی اگیا ہے اور حاجیوں کو برابر ویزا دے رہا ہے۔ اس دفتر کے بمبئی آنے سے حجاج کو بڑی سہولتیں رہتی ہیں۔

مغل لائن: اگرچہ سرکاری کمپنی ہے مگر اس کا اسٹاف بھی بڑی محنت سے کام کرتا ہے۔ مغل لائن کے انتظامات کام کی سرعت اور سلیقہ مندی کو سراہتے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ دو تین سال سے اس کمپنی کے انتظامات بہتر سے بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔

جج انکوائری کمیٹی: ہندوستان سے ہر سال پندرہ ہزار حجاج سفر کرتے ہیں۔ حج پر جانے کے لئے بمبئی ہی واحد بندرگاہ ہے۔ اس لئے حجاج کرام کو بمبئی پہنچ کر اپنے سفر کی تیاریوں کے لئے آٹھ دس دن رہنا پڑتا ہے۔ یہ پردیسی اور اجنبی ہوتے ہیں، ان کی راہ نمائی اور اعانت بڑے خیر کی ہے۔ بلکہ ان خدا، رسول کے جہانوں کی خدمت خدا کی رضامندی کا ذریعہ ہے اور ہندوستان کے پورے مسلمانوں کی طرف سے بمبئی کے مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حجاج کرام کی میزبانی کا حق ادا کریں اور ان پر دیسیوں کو ممکن اعانت پہنچائیں۔

بہنئی حج کمیٹی یہ کام کرتی رہتی ہے مگر یہ بڑا وسیع میدان ہے۔ نیشنل صبر اور سہرہ دی کا کام ہے۔ انجن خدام الہی تقریباً ساٹھ سال سے قائم ہے۔ اور اس کے ممبران ممکن حد تک اس کام کو انجام دیتے ہیں بعض دوسری جماعتیں بھی اس کام میں ہاتھ بٹاتی رہتی ہیں۔ مگر اب حج کمیٹی نے اس دائرہ کو اور وسیع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ بہنئی میں حجاج مسافر خانہ میں قیام کرتے ہیں بعض اوقات صرف صابو صدف مسافر خانہ میں دو ہزار سے زیادہ حجاج رہتے ہیں۔ یہاں حاجیوں کی دیکھ بھال ہمدانی اور اعانت کی مزید ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو حج کمیٹی کے حیرین جناب مصطفیٰ انقیہ صاحب اور اس حیرین جناب احمد زکریا صاحب نے محسوس کیا۔ چنانچہ جہاز کی روانگی کے دن بندرگاہ اور جہاز پر کام کرنے والے دیکھ کر جمع کر کے انکو اس خدمت کے کرنے کا احساس دلایا اور حج انکو اتری کمیٹی کے نام سے ایک کمیٹی بنا ڈالی۔ چنانچہ اس کمیٹی کے ممبران نے مسافر خانہ میں کام شروع کر دیا ہے جو امید کرتے ہیں کہ اس کمیٹی کے ممبران اخلاص اور دود کے ساتھ کام کریں گے اور حجاج کو ان کے سفر میں سہولتیں پہنچانے رہیں گے۔

حاجیوں کی خدمت: خدمت کے نام سے معلمین اور ان کے ایجنٹوں کی ایک جماعت کام کرتی ہے حج کمیٹی کے مزدوروں کا حاجیوں سے بہت قریبی تعلق ہوتا ہے۔ بعض تو خدمت کا سبیل لگا کر اپنا دھندا اور کمائی شروع کر دیتے ہیں عملی طور پر اس کام کو دیکھنے ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجیوں کو کس کس طرح چھانسا جاتا ہے۔ مثال کیلئے ایک بنگالی کئی سال مسافر خانہ میں آتا جاتا تھا۔ آدمی شریف معلوم ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اپنے تعلقات پیدا کر لئے اور حج کمیٹی کا قافی بن گیا ہے۔ ابھی رمضان کی بات ہے کہ اُس نے کچھ بنگالی حاجیوں کو پھانس لیا اور ہزاروں روپے لیکر غائب ہوا اور بے چارے جو حاجی حج کی نیت آئے روپیوں کے اس طرح ضائع ہونے کی وجہ سے ناکام اپنے گھر واپس گئے۔ اور اب تک اُس کا پتہ نہیں چلا۔

حاجیوں کے کام کرنے والے اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ کام خدا کے پاس مقبول بنانے والا ہے۔ ہمارا معنی مشابہ ہے کہ جس نے بھی اخلاص کے ساتھ کام کیا۔ بیت اللہ کی حاضری کیلئے طلب کیا گیا اسی طرح ان اللہ کے مہانوں کو کبھی کہنے والا کبھی نکمھی نہیں رہ سکتا۔ تم نے اس طرح کے لوگوں کو برباد اور ناکام ہوتے دیکھا ہے۔ یہ دنیا کا حال ہوا آخرت میں جو معاملہ ہو گا وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ خدمت بڑا نازک مرحلہ ہے۔ لہذا اس کام کے کرتے وقت نفس کا محاسبہ اور اخلاص کی دعا بھی کرتے رہیں۔

کام کی رفتار: حج کمیٹی کے زیر اہتمام حاجیوں کے کام میں بہت اصلاحات ہوئی ہیں۔ جسٹیشن فیس حاجیوں سے مسافر خانہ میں لی جاتی تھی۔ اب اس رقم کو منسلک لائن میں لے کر ساتھ جمع کیا جاتا ہے اس طرح یہ ایک اُس ختم ہوئی تو حاجیوں پر ایک ادب پابندی لگائی گئی کہ وہ اسٹول کلچر کا سائینکٹ پیش کریں۔ اس کے بغیر وہ پہلے

جمع کرنے کے لئے ایک نئی لائن نکل آئی۔ محترم چیرمین صاحب حج کھٹی ٹوہ فرمائیں تو یہ تکلیف بھی آسان ہو سکتی ہے کہ یہ روپے بھی ٹکٹ کے روپیوں کے ساتھ جمع کئے جائیں۔

حج کھٹی کامزدور : اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حج کھٹی کامزدور بھی بڑی جانفشانی کے ساتھ کام کرتا ہے بعض تو بڑے ایماندار اور خدا ترس بھی ہیں۔ اس میں بہت سے نئے مزدور بھی شامل ہو گئے ہیں جن کو ابھی پورے کلم کا سلیقہ نہیں ہے۔ بہر حال جو کام بھی ہو رہا ہے بسا غنیمت ہے۔ ان مزدوروں نے بھی اپنی ایک جماعت بنالیا ہے تاکہ اس کام کو بہتر طریقہ سے انجام دیا جائے۔ اس جماعت کے سربراہوں میں پُرانے کام کرنے والے لوگ ہیں جماعت بنانے کے بعد ان کی ذمہ داریاں اور زیادہ ہو جاتی ہیں حج کے کام سے ایک مسلمان اللہ کے پاس بڑے درجات حاصل کر سکتا ہے۔ مزدوروں کو بھی اس حقیقت کو سمجھ لینا چاہیے جماعتوں کے ذریعے جہاں اپنے حقوق منائے جاتے ہیں وہاں ان مزدوروں کے جماعت کے سربراہوں سے گزارش ہے کہ مزدوروں کو حاجیوں کے ساتھ محبت کے ساتھ رہنے کی تلقین دی جائے۔ رزقِ حلال کی اہمیت کو سمجھایا جائے۔ اس حقیقت کو ہر مزدور دل نشین کر لے کہ یہ اللہ کا فضل ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے جہانوں کی خدمت کا موقع دیا ہے۔ لہذا حاجیوں کا جتنا اکرام کیا جائے گا۔ اللہ کی رضا کا ذریعہ ہوگا۔

تبلیغی عہد : ہر سال ایک جماعت حاجیوں میں کام کرنے کے لئے مبعوث آتی ہے۔ یہ لوگ پوسا دن اس نکر میں لگے رہتے ہیں حاجیوں کا حج صحیح ہو، چنانچہ فضائل اور مناسک حج سمجھانے اور سکھانے میں جو محنت کی جاتی ہے وہ بڑی قابل رشک ہے بعض حجاج تو حج کے نام پر چل پڑتے ہیں اور کچھ نہیں جانتے۔ اس جماعت کے حضرات ان کو ایک ایک بات سکھانے اور بتانے کے لئے محنت کرتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد حاجیوں کے حلقے ہوتے ہیں جنہیں تعلیم دی جاتی ہے اُن کی یہ محنت حج کو سنت طریقہ پر ادائیگی میں بڑی معاونت دیتی ہے۔

حق غصب کرنا : جب یہ قانون بن گیا ہے کہ حاجی حج کرنے کے بعد پانچ سال تک حج پر نہیں جاسکتا اور زیادہ سے زیادہ پہلی مرتبہ حج کرنے والے کو موقع دینا چاہیے تو سمجھداری کا تقاضا یہی ہے کہ اس قانون پر سختی کے ساتھ عمل کیا جائے مگر بعض چالاک قسم کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دوردراز کے رہنے والے ہیں ہمیں مکہ میں کوئی نہیں پہچانتا چنانچہ نام میں غلط درج کر دیتے ہیں اور حج کا ٹکٹ حاصل کر کے حج کے لئے چلے جاتے ہیں۔ بعضوں کو مکہ میں روک لیا جاتا ہے اور بعض نکل جاتے ہیں۔ اول تو حج کے لئے جھوٹ بولنا بڑے گناہ کی بات ہے۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان میں ہزاروں غارزین قانونی پابریوں کی وجہ سے اپنا فریضہ دا نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں اگر کوئی جھوٹ کہہ کر حج کر لے تو یقینی بات ہے کہ وہ دوسروں کا حق غصب کرتا ہے۔ اس کے لئے اُسے دربارِ خداوندی میں جواب دہی کرنی پڑے گی۔ اس سال مغل لائن اور حج کھٹی نے ایسے بیسیوں نمازیں کو روک دیا ہے۔ ایسے لوگوں کی کسی قیمت پر عہدہ فراموشی نہیں کرنی چاہیے۔ اب تک تو ایسا

اخلاقی جرم تصور کیا جاتا ہے۔ غلط طریقہ پر اس طرح حج کرنے والوں کا غلط کردار اس کو قانونی جرم بنادے گا۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے نفل حج ممنوع ہو جائے۔ خدا نہ کرے ایسا ہو۔

زیارت: حکومت ہند کئی سال سے عراق، ایران کی زیارت پر جانے والوں کے لئے ایکہزار کی تعداد مقرر کر رکھی ہے چنانچہ حج کو حج کیٹی کے زیارت کے کوٹہ میں کوئی سیٹ دیتی ہے ان کو ۷۷، ۷۸ روپیوں کا کسٹمنج ملتا ہے۔ چنانچہ حج کیٹی نے، ۲ دسمبر کو اپنے پریس نوٹ میں بتا ہے کہ

۱۹۷۹ء کی پہلی قرعہ اندازی کیلئے مقررہ درخواست فارم پر درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ یہ درخواستیں اسہ جنوری ۱۹۷۹ء تک وصول کی جائیں گی۔ یہ درخواستیں حج کیٹی کے مقررہ لفافے میں مقررہ درخواست فارم پر ہونا چاہیے۔ ایک لفافہ میں پانچ درخواستوں سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ زیارت کے کوٹہ کیلئے سال بھر میں دو دفعہ قرعہ اندازی ہوگی۔ ایک محرم صفر کے لئے (مارچ اپریل) اور دوسرا شعبان (اکتوبر) میں درخواستوں کے فارم اور زیارت کے لئے دیگر معلومات برائے ۱۹۷۹ء ایکڑیکٹو آفیسر حج کیٹی ممبئی سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

عازمین زیارت کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ان کو محرم صفر کے کوٹہ کے لئے درخواستیں بھیجنی چاہیے اور اگر ان کی سیٹیں منظور ہوئیں تو اسی مدت میں اس کو استعمال کرنا چاہیے۔ مدت میں کسی قیمت پر اعفانہ نہیں ہو سکے گا۔ عازمین زیارت کی معلومات کیلئے اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر زیارت کے کوٹہ میں سیٹ منظور ہو گئی تو حج کیٹی کے سرکلر No. HC - III (IRAN - IRAQ) 67/263 مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۷۶ء کے مطابق پلگرم پاس پر عراق، ایران کے علاوہ شام، جارجیا، یونائیٹڈ ری پبلک اور سعودی عرب بھی جاسکتے ہیں بشرطیکہ انھوں نے ہندستانی روپیوں میں روانگی سے پہلے ٹکٹ خرید لیا ہو اور ان کے پاس ان ممالک کے لئے ویزا اور پاسپورٹ ہو۔

ایک حج: اس نام کا میر لکھا ہوا ایک مختصر کتابچہ تقریباً پندرہ سال سے انجمن محمد النبی کے زیر انتہام ہزاروں کی تعداد میں حاجوں میں فروغ میں ہے اس کتابچہ کو حرفِ بخت نقل کر کے جناب ایس ایس احمد صاحب جنرل منیجر اور سینئر ٹریول سرکس دہلی نے شائع کیا ہے۔ کتاب کے اوپر مرتب کا نام محفوظاً عالم گورکھپوری لکھا ہے کسی دوسرے کی کتاب کو اپنے نام سے شائع کرنا اور خدمتِ حج کا دعویٰ ایک مکروہ جہالت ہے اور اخلاقی جرم ہے۔ قارئین کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی، یہ کتاب چندہ کر کے شائع کی گئی ہے جسکی فہرست اس کتاب کے آخر میں دی گئی ہے۔ حالانکہ ایک ہزار کتاب کی چھپائی کا کل خرچ سو سو سو سے زیادہ نہیں ہوتا، چندہ دینے والوں میں غیر مسلم حضرات بھی شامل ہیں۔ حد ہوگئی کہ ہماری کتاب اپنے نام سے شائع کر دی اور کتاب کے سرورق پر لکھ دیا کہ ”جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں دوسرے کی محنت کو پبلشر صاحب نے اپنے نام کیسے محفوظ کر لیا! یہ بات سمجھ سے باہر ہے۔ جناب محفوظاً عالم گورکھ پوری اور جناب ایس ایس احمد صاحب کی اس حرکت پر ہمیں بڑی ناگوارئی ہے۔ ان بزرگوں سے گزارش ہے کہ یہ دھند بند کریں اور آئندہ ایسی جہالت نہ فرمائیں۔

نقوش و تاثرات

غرناطہ اور قرطبہ کو دیکھ کر

— (مولانا مہر القادری) —

سیر و سفر کی خواہش اک موج زندگی ہو ۛ اندلس کی دا دیوں میں شاعر کو لے چلی ہے
 حمرائے باغچے ہیں فردوس کی بہاریں ۛ ادیب بہار رفتہ اب خواب بن چکی ہے
 دیوار و دریاں کے مآنی کے ہیں مرتعے ۛ کس پر نگاہ کیجے، ہر نقش دیدنی ہے
 جھرنے گہر شاں ہیں، فوارے نغمہ خوان ۛ نہریں رواں دواں ہیں بارش سی ہو رہی ہے
 نقش و نگار ایسے جو منہ سے بولتے ہیں ۛ صفت نے پتھر وں میں کیا جان ڈال دی ہے
 مرمر کی جالیاں ہیں، طوبیٰ کی ڈالیاں ہیں ۛ اب رواں پہ سچ مچ، جھار ٹپکی ہوئی ہے
 حمام کی عمارت، فن کار کی ذہانت ۛ قوس و قزح کی رنگت پانی میں گھول دی ہے
 اتنی حسین منڈیریں، ایٹیں بھی خوشنما ہیں ۛ لوہے میں جاذبیت پتھر میں دل کشی ہے
 اس قصر و لکھ پر صدیاں گزر چکی ہیں ۛ دیوار و در کی پھر بھی پوشاک ملگجی ہے
 حمرائے کو دیکھتا ہوں جنت کو سوچتا ہوں ۛ قرآن کے بیاں کی تصدیق ہو رہی ہے

یارب کہاں ہیں اس کے تعمیر کرنیوالے : تیری زمیں کی جنت ویران کیوں پڑی ہے
 شمعیں، نہ عود و گل ہیں، بر بلطنہ جام دل ہیں : دیوار و در ہیں باقی محفل اجر طبعی ہے
 سیاح آرہے ہیں، سیاح جا رہے ہیں : اس بھیر پر بھی کتنی غم ناک خاموشی ہے
 خوشیوں کے شامیانے کب کے اکھڑ چکے ہیں : رنج و الم کے ڈیرے، اب غم کی چھاؤنی ہے
 نقش و نگار حسرا و درد کے کہہ رہے ہیں : اب تک تو ہم نے دل پر ہر چوٹ روک لی ہے
 آثار کہنگی کا آغاز ہو چکا ہے : تخریب ہنس رہی ہے تعمیر و رہی ہے
 سعدی کے مرثیہ کا موضوع تقاضا ملن

انداز دوسرا ہے، لے تو مری دی ہے

ناقوس بج رہے ہیں، خاموش ہیں اذانیں : اب قرطبہ کی مسجد، مسجد نہیں رہی ہے
 دیوار و در نہیں ہیں، تقدس کے دقت ہیں : قرآن کی آیتوں سے ترنمیں کی گئی ہے
 ہوں تشنہ عبادت، للہ ایک سجدہ : اک اک حبیب کو مسجد حرت سبز دکھتی ہے
 آنکھوں میں اشک اگر پلکوں پہ رگ گئے ہیں : پوچھے گا کون ان کو ہر شخص اجنبی ہے
 سقی جن کے دم سے رفتی وہ لوگ چائے ہیں : اندس کی سرزمین اب کچھ ادھر ہو گئی ہے

ساحل پہ آ کے ماہر جو کشتیاں جلا دیں

میری نگاہ ان کو رہ رہ کے ڈھونڈتی ہے

بابُ الْاِفْتَاءِ

حضرت مولانا محمد سلیم صاحب مفتی جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور

س: ۱۔ کیا جنازہ کی نماز مسجد میں ہر حال میں خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا باہر ممنوع ہے یا کچھ تفصیل ہے۔

ج: ۲۔ مسجد کے اندر سونا ہر شخص کے لئے اور ہر حال میں ممنوع ہے یا سوائے مسافر اور حضرات کے لئے بھی کچھ گنجائش ہے۔ جبہ یا ظہر کی نماز پڑھ کر نمازی حضرات ٹھنڈک اور ہوا کی وجہ سے مسجد میں سو رہیں تو یہ کیسا ہے۔

ج: ۳۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ ہر صورت میں مکروہ ہے، خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا باہر، جب مصلیٰ مسجد میں ہوں یا بعض، ہاں بارش وغیرہ کے عذر سے مکروہ نہیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:۔ و صلوٰۃ الجنائزۃ فی المسجد الذی یقام فیہ الجماعۃ مکروہ سواء کان المیت والقوم فی المسجد او کان المیت خاسر ج المسجد والقوم فی المسجد او کان الامام مع بعض القوم خاسر ج المسجد والقوم الباقی فی المسجد او المیت فی المسجد والامام والقوم خاسر ج المسجد هو المختار کن انی الخلاصہ ولا یکنہ بعذر المیت ونحوہ (میت)

در مختار میں ہے۔ والختار الکرامۃ مطلقاً خلاصہ بناء علی
ان المسجد انما بنی للمکتوبۃ وتوابعها کنافلۃ و ذکر وتدسریس
علم وهو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی
المسجد فلا صلوة لہ (ص ۹۳)

۲۔ ساز اور مستکف کے علاوہ اور زوں کو مسجد میں سونا مکروہ ہے لیکن اگر
دوسرے لوگ بھی اعتکاف کی نیت کر کے سوئیں تو کوئی حرج نہیں، در مختار میں ہے :-
دیکر ہا کل ونوم الا لمعتکف وغریب (ص ۱۱۱) شامی میں ہے۔ واذا اراد
ذلک ینبغی ان ینوی الاعتکاف فیدخل وینکر اللہ تعالیٰ بقدر
ما نوی او یصلی ثم یفعل ما شاء (ص ۱۱۱) واللہ تعالیٰ اعلم
مس :- ۱۔ ایک بیوہ اتنی استطاعت رکھتی ہے کہ اس پر حج فرض ہے اور اس کے
عزیز و اقارب میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو محرم ہو اور اس کے ساتھ جا کر زفیہ حج ادا
کر کے ایسی صورت میں وہ کیا کرے۔ ایا تنہا حج کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں۔
۲۔ بیوہ مذکورہ کے اخیاں بھائی مرحوم کا ایک لڑکا ہے جسکی عمر چودہ سال ہے
کیا وہ اپنے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے؟

۳۔ نیز اپنے شوہر مرحوم کا حج بدل اس کے لڑکے سے جس نے اپنا حج ادا نہیں
کیا ہے کراسکتی ہے یا نہیں۔

(نوٹ) بھائی مرحوم ایسا تھا کہ بیوہ مذکورہ کی والدہ کے پہلے شوہر سے تھا اور جب بیوہ مذکورہ
کی والدہ نے دوسرا عقد کیا تو اس سے یہ مذکورہ بالا بیوہ پیدا ہوئی دونوں بہن بھائی ہیں
اس قسم کا رشتہ ہے اور لڑکا مذکورہ اسی بھائی کا لڑکا ہے۔

۲ اگر مذکورہ بالا حالات کے ماتحت بیوہ کا اس لڑکے کو اپنے ساتھ لیجانا اور اس لڑکے سے اپنے شوہر مرحوم حج بدل کرانا مکروہ ہو تو ان حالات میں بیوہ کے لئے کون سا لڑکہ اختیار کرنا احسن و انسب ہوگا۔ ان تمام حالات کے پیش نظر جوابات عنایت فرما کر عند اللہ ماجر ہوں۔

ج :- ۱۔ بیوہ مذکورہ تنہا حج کے لئے نہیں جاسکتی، ہدایہ میں ہے: **ويعتبر في المرأة ان يكون لها محرم** **تجربہ** **ادزوج ولا يجوز لها ان تجتنب** **بغير حوا** **اذا كان بينها وبين مكة ثلثة ايام** (ص ۱۹)

۲۔ اخیا فی بختیجہ بالغ ہو تو اس کے ساتھ جاسکتی ہے ورنہ نہیں، باب الیٰ ذلٰک میں ہے: **من شرائط الاداء في خصوص حق النساء المحرم الامين وهو كل رجل مامون عاقل بالغ مناكتھا حرام علیہ بالتأبید** (ص ۳) بالغ ہونے کی صورت میں بھی اس سے حج بدل کرنا کراہت سے خالی نہیں لہذا اس سے حج بدل نہ کرائے۔ **سواء الرائق** میں ہے: **وفي البدایع یکراہ الحجا للمرأة والعبد والصرد** (ص ۶۹)

۳۔ بیوہ مذکورہ اپنے حج کے متعلق وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد حقیقہ شریعت میرا حج بدل کر دیا جائے کیوں کہ اس صورت میں وصیت کرنا واجب ہے اگر وصیت نہیں کرے گی تو گنہگار ہوگی، اور شوہر کے حج بدل کے متعلق بھی جب مناسب آدمی مل جائے تو اس سے حج بدل کر لیا جائے، باب المناسک میں ہے: **اعلم ان کل من وجب علیہ الحج وعجز عن الاداء بنفسه یجب علیہ الاحجاج** (الی) **وتحقق العجز بالموت والحبس والمنع وعدم الحرم** انتھی باقی باب المناسک مختصر (ص ۲۸)

شامی میں ہے: فيجب الايصاء ان منع المرنى او خوف الطریق او لم يوجد
 زوج ولا محرم (ص ۱۲۱) فتاویٰ عالمگیری میں ہے: من عليه الحج اذا مات قبل
 ادائه فان مات من غير وصية یا ثم بـ (اخلاف ص ۱۶۱) واللہ تعالیٰ اعلم
 ۱۔ زید کے نکاح میں میری بہن ہے، میری بہن کی موجودگی میں وہ میری لڑکی
 سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

۲۔ میری بہن کو طلاق دے کر یا میری بہن کے مرجانے پر زید میری لڑکی سے
 نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

ج:۔ ۱۔ زید کے نکاح آپ کی بہن کے ہوتے ہوئے زید آپ کی لڑکی سے نکاح نہیں
 کر سکتا، ہدایہ میں ہے:۔ ولا یجمع بین المرأة وعمتها او خالتها وابنته
 اخيها او ابنته اختها لقوله عليه السلام لا تنكح المرأة
 على عماتها الخ (ص ۲۴۹)

۲۔ آپ کی بہن کے طلاق ہونے اور عدت گزر جانے پر یا اسکے مرجانے پر
 زید آپ کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:۔ ومكان يجوز
 ان يتزوج اختها في عدتها فكن الا يجوز ان يتزوج واحدة
 من ذوات المحارم التي لا يجوز الجمع بين اثنين منهن (ص ۲۶۶)
 واللہ تعالیٰ اعلم

حجاج کرام کے نام ایک پیغام

دانت
قدرت کی
بڑی نعمت
ہے

مسواک



کے ذریعہ

دانتوں کی صفائی

اس کی حفاظت
کیجئے

تاجروں کیلئے خصوصی رعایت
معلومات کے لئے لکھو

اور پابندی
کے لئے ہمیشہ
استعمال کیجئے

تلگرام
MABRO

محمد احمد برادر س

۲۲۰ - کٹھری بازار - بمبئی ۳

ٹیلیفون
۳۲۶۲۰۴

دھوپ اور بارش کا بچاؤ
بھترین اور پائیدار چھتری ہے

جج کے سفر میں چھتری نہایت ضروری چیز ہے

اللہ پاک جج کی برکتوں کو عام فرمائے

سائل امبریل مارٹ

چھتریوں کے کارخانہ دار اور ایکسپورٹر

(ریٹل اور ہول سیل)

عبدالکحمان اسٹریٹ بمبئی ۳ تلگرام

(Hand brand)

فون
۳۲۵۲۹۸

Leemex

A Bewitching Perfume



Yatra
PERFUME



Phone : 324976

Gram : "NASEEBDAR"

ASACO SALES DEPOT.

DEALERS IN :
COSMETICS, PERFUMERY, FANCY ARTICLES
&
IMITATION JEWELLERY.

222, Janjkar Street, Cutlery Bazar,
BOMBAY-3.



شیلینون ۳۳۲۸۲۵
تار کا پتہ "مجموعہ" بمبئی

عطر مجموعہ ۳۹۱۸

دل پسند خوشبوؤں کا چھوڑ
یہ نایاب عطر پاکیزہ اور سفید پوش نازیوں اور شہرے لوگوں کے لئے
ایک نیا تحفہ، شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات کے لئے ایک خاص ہدیہ ہے
جو انجنوں، بزموں اور دینی جماعت کا سنگھار ہے۔
نوٹ: یہ آپ ہمیشہ ہمارے مال کی سریندیشیاں ہی خرید فرمائیے تاکہ آپ کو اصلی
مال مل سکے۔ عطر مجموعہ کی قبولیت کے بعد لوگ ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش
کرتے ہیں اور عطر مجموعہ کے نام سے نقلی مال فروخت کرتے ہیں۔ خریدنے سے پہلے
نمبر ۳۹۱۸ ضرور دیکھ لیجئے اور اس کی سریندیشیاں ہی خرید فرمائیے۔
ہمارے یہاں ہر اقسام کے عطریات، روغنیات، عقیقات اور لکڑی وغیرہ
بھی مناسب نرخ پر دستیاب ہوتے ہیں۔ خریدنے والے کے لئے فہرست طلب کیجئے۔

حافظ محمد زکریا برادران تاجران عطر و تیل سردار ولی بھائی ٹیل و مشرقی بمبئی

براغ مل مینارہ مسجد محمد علی روڈ بمبئی نمبر ۳۳
براغ مل دکان ٹیلا کرناک روڈ حاجی صاحب صدیقی مساؤ خانہ بمبئی

REGD NO. MH.337.

Registered with the Registrar
Newspaper 601

JANUARY 1970.

INDIA under No 14477/6

قلمشیر

بلک (ہفتہ وار)

اور مشرقی آرٹ کے ڈرائنگ

سائے اور رنگین

مخصوص اس تمام کیساتھ

ایکسپریس بلک

ایس ڈاگ لائیو سٹوڈیوز

پلاٹس کیساتھ

مارکائیٹ - ایکسپریس بلک
۲۵۲۲.۲
۱۹۶۲.۵

سرفروز مشلو مہتر روڈ، پٹنہ